

اور کسی اور کی نہیں۔ — خ.

اگر یہ تمہیں مل جائے تو گرج سے پہلے مت کھولنا۔

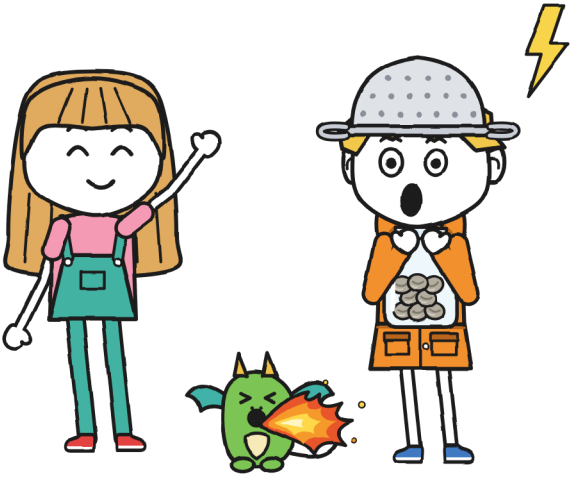
صرف کہانی میں

یہ مہر اس چیز کی علامت ہے جو صرف کہانی میں ہوتی ہے۔ تم اسے مت کرنا۔ اگر وہ کئی صفحوں تک چلے تو اس پر «یہاں ہے» اور «یہاں تک» لکھا ہوتا ہے۔ اصلی طوفان میں آخری صفحے پر چلو۔ — خ.

نامکمن ڈیلیوریاں · 2

گرج سے پہلے نہ کھولیں

Lui Eriksson

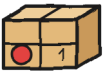


سائز XL · تصویری ناول · +۱۳

ناممکن ڈیلیوریاں · 2
گرج سے پہلے نہ کھولیں
سیریز کی دوسری کتاب۔ پہلی: «یہ پارسل کاٹتا ہے»۔
متن اور تصاویر: Lui Eriksson
اردو ایڈیشن: LinguAula
سائز XL · تصویری ناول · +۱۳
پہلا ایڈیشن: 2026
© 2026 Lui Eriksson · info@linguaula.com
اسے آزادانہ فوٹو کاپی کیا جا سکتا ہے، کلاس کے لیے بھی اور گھر کے لیے بھی۔
فونٹس: Noto Sans Arabic، Baloo Bhaijaan 2، Aref Ruqaa، Andika،
Patrick Hand، Caveat، Courier Prime (لائسنس SIL OFL)۔

ہر باب کی مشق linguaula.com پر کریں

اس کتاب کو لکھتے ہوئے کسی گرج کو چوٹ نہیں آئی۔ — خ۔



باب 1

طوفانوں کا شکاری

سامنے والی دکان میں ایک پارسل ہے جو کانپتا ہے۔

پچھلے ہفتے کے دن وہ صرف ایک بار ہلا تھا۔ تب سے رکا نہیں: ایک باریک، لگاتار کپکپی، جیسے کسی چھوٹے کتے کو جانوروں کے ڈاکٹر کے انتظار والے کمرے میں لگتی ہے۔ سات دن سے یہی حال ہے۔ ہر روز کچھ اور زیادہ۔

اور میرے پاس نئی ڈائری ہے۔

ڈائری نمبر ۱ ختم ہو گئی۔ یہ والی مجھے مارا نے دی، جو «ناممکن ڈیلیوریاں» کی مالکن ہیں: نیلی جلد، اور ایک کونے میں دکان کی سرخ مہر۔ پہلے صفحے پر میں نے عنوان لکھا، ایک نئے لفظ کے ساتھ:

ڈیلیوری ڈائری ۲، گُنی کی۔ سرکاری۔

«سرکاری» کا مطلب ہے کہ پہلے میں پڑھوں گی۔ سرکاری طور پر۔ — خ.

مارا کہتی ہیں کہ سرکاری ڈائریوں میں ڈرائنگ نہیں بنائی جاتی۔ یہ تو ہم دیکھ لیں گے: اس میں ایک بن چکی ہے۔

پرانی ڈائری کے بارے میں جو جاننا ضروری ہے: دو ہفتے کے دن پہلے خولیتا (ہرے نوٹوں والی) اور میں نے رات کو، ایک پیدل پل پر سے اور کسی بڑے کے بغیر، ایک انڈہ پہنچایا جسے برسوں سے کوئی نہیں پہنچا سکا تھا۔ اب وہ ریزہ

ہے، ڈریگن کی ایک بچی جو میری ہر بات کی نقل اتارتی ہے۔ دکان کی جادوگرنی مارا نے ہمیں سزا دی: ہر ہفتے کے دن وہاں، دس بجے۔ میں محلے میں نیا ہوں، اور میرا تقریبا سارا سامان ابھی تک ڈبوں میں ہے۔

جو کانپتا ہے وہ نمبر ۲ ہے۔ وہ واپس شدہ پارسلوں کے شیلف پر پڑا ہے اور اس کا لیبل مجھے زبانی یاد ہے: میں نے اس ہفتے ہر شام اسے پڑھا ہے، کھڑے کھڑے اور اسے چھوئے بغیر، جب کہ مارا ایسا ظاہر کرتی رہیں جیسے انہوں نے مجھے دیکھا ہی نہیں:

- نمبر ۲، نازک۔
- منزل: فلورا، نہر والی سڑک، ۹۔
- ہدایات: گرج سے پہلے نہ کھولیں۔
- مُرسِل: ر.

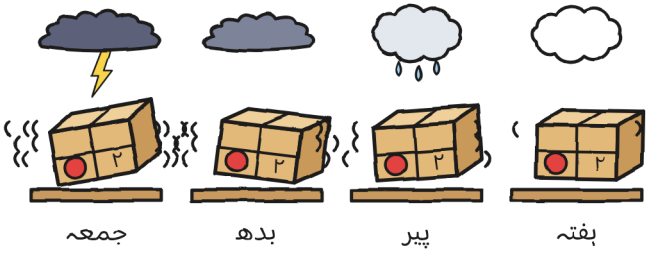
اس کے گرد «واپس شدہ» کی تئیس مہریں۔ میں نے انہیں دو بار گنا، کہیں کوئی گر نہ گئی ہو۔

واپس شدہ پارسل وہ ہوتا ہے جسے آج تک کوئی نہیں پہنچا سکا: اگر لینے والا اس پر نہ مٹنے والی سیاہی سے دستخط نہ کرے تو صبح ہوتے ہی وہ اڑ کر اپنے شیلف پر واپس آ جاتا ہے، قطار میں، بطخوں کی طرح۔ انیس باقی ہیں: یہ دیوار پر لکھا ہے، ہرے رنگ میں، خولیتا کی لکھائی میں، اور خولیتا جو ہرے رنگ میں لکھ دے وہ مٹتا نہیں۔ ان سب کا مُرسِل ایک ہی ہے: ر.، جس کے بارے میں بس اتنا معلوم ہے کہ لکھائی بہت بُری ہے۔

ہر شام میں لکھتا تھا کہ وہ کتنا کانپا اور موسم کیسا تھا: یوں «نمبر ۲ کا لرزہ پیما» بن گیا۔ جمعے کو بادل کے اندر ایک بجلی تھی۔

یہ ڈر کے مارے نہیں کانپ رہا: یہ اس لیے کانپ رہا ہے کہ طوفان آ رہا ہے۔ ہفتے کے دن، شام کے چھ بجے۔ میں نے موسم کے حال میں چھ بار دیکھا ہے۔ — خ.

لرزہ پیما
نمبر ۲ کا



میں نے نوٹ دو بار پڑھا۔ دوسری بار، صرف چھ بجے والا حصہ۔



ہفتے کے دن دس بجے مارا ہمارا انتظار کر رہی تھیں، کاؤنٹر کے پیچھے: بنفشی ٹوپی، وہ مہر جس سے چنگاریاں اڑتی ہیں اور بجھی ہوئی موم بتی کی بو آتی ہے، اور ہاتھوں میں نمبر ۲۔ شیلف پر نہیں: ہاتھوں میں۔ مہر کے برابر میں ربڑ کا مینڈک ابھی تک پڑا تھا، جو اس دن سے میرا ہے جب سے وہ کسی کا نہیں رہا۔ اور ٹونیو، «برق» کا ڈیلیوری بوائے، ہیلمٹ پہنے کھڑا تھا: ہفتے کے دن اس کی بھی سزا ہیں، اور ٹونیو سزا ویسے ہی بھگتتا ہے جیسے ڈیلیوری کرتا ہے، وقت پر اور بغیر کچھ اتارے۔

«میں اسے تئیس بار لے جا چکی ہوں،» مارا نے کہا۔ «اور ایک بار بھی طوفان میں نہیں۔»

مارا نے لیبل پر انگوٹھا پھیرا۔ میں نے دکان کی کھڑکی کو دیکھا، جو لمحہ بہ لمحہ سرمئی ہوتی جا رہی تھی: آج کا سفر پہلے جیسا نہیں ہونے والا تھا۔

«یہ پارسل،» مارا نے اعلان کیا، «تم لوگ پہنچاؤ گے۔ آج شام۔»

خولیتا نے اتنی اونچی چھلانگ لگائی کہ «باقی ۱۹» کے بورڈ کو چھوتے چھوتے رہ گئی، اور زمین پر آتے ہی بول رہی تھی۔ میں نہیں اچھلا: میرے پاس دو لفظ رہ گئے، «آج شام»، اور ایک وقت، چھ بجے، جو مجھے پارسل سے زیادہ بھاری لگ رہے تھے۔



مارا نے تین شرطیں رکھیں اور انہیں انگلیوں پر گن کر بتایا:

1. تم لوگ پانچ بجے نکلو گے، طوفان آنے سے پہلے، اور جب تک طوفان گزر نہ جائے فلورا کے گھر ہی رہو گے۔
2. تمہارے گھر والوں کو پہلے ہی پتا ہے، اور فلورا کو بھی۔
3. اصول وہی ہے جو لیبل پر لکھا ہے: گرج سے پہلے نہ کھولنا۔ اور وہ گرج ٹھیک سر کے اوپر والی ہونی چاہیے: دور والی گرجیں نہیں چلتیں۔

میں نے چال پہچان لی: یہ تقریبا وہی اصول تھے جو ویرا نے، ریزہ کی مالکن نے، ڈانٹتے ہوئے گنوائے تھے، بس بعد میں کہنے کے بجائے پہلے کہے گئے۔ مارا ڈانٹ کے وقت وہاں نہیں تھیں اور پھر بھی انہیں خبر ہو گئی: اس محلے میں ڈانٹیں پارسلوں سے پہلے پہنچ جاتی ہیں۔

«اور آپ نہیں آئیں گی؟» خولیتا نے پوچھا۔

«مجھے یہاں کچھ کام ہیں،» مارا نے جواب دیا، اور دکان کی کھڑکی سے آسمان کو دیکھا، جو سرمئی ہوتا جا رہا تھا۔

کاؤنٹر کے آخری سرے پر ایک تہہ کیا ہوا کمبل پڑا تھا، اسکی کے کانوں کے غلاف اور ایک پتیلی۔ میں نے سب دیکھا۔ میں پارسل کو دیکھتا رہا۔

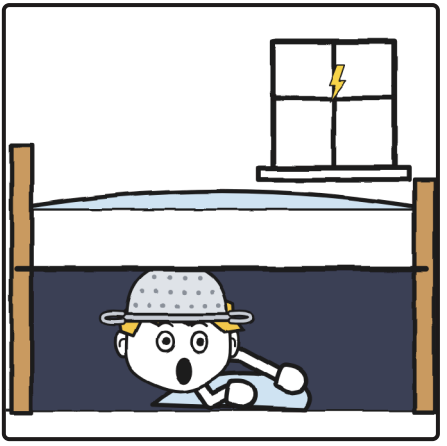
پھر خولیتا نے میری طرف دیکھا۔

«اور تمہیں؟ کیا تمہیں طوفان اچھے لگتے ہیں؟»

اس نے یہ سیدھا میری آنکھوں میں دیکھ کر پوچھا۔ میں سچ کہہ سکتا تھا۔ میں نے یہ کہا:

«مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔ اپنے پرانے محلے میں تو میں پروفیشنل طوفانوں کا شکاری تھا۔»

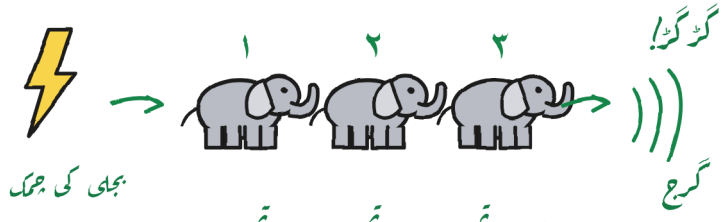
پچھلی ڈائری میں ایک جھوٹ کو لوٹنے میں ایک دن اور ایک رات لگی تھی۔ اس میں میں نے اس کا راستہ چھوٹا کرنے کا فیصلہ کیا: اسی صبح میں نے جھوٹ کی ڈرائنگ بنا دی اور برابر والے خانے میں سچ کی۔





چھلنی باورچی خانے والی تھی، اسٹیل کی، دو دستوں والی۔ وہ بجلی کو نہیں روکتی تھی۔ مجھے بس یہ مدد ملتی تھی کہ سر پر کچھ رکھا ہو۔ اب وہ شفٹنگ کے کسی ڈبے میں تھی، ان قینچیوں کے برابر جنہیں امی ایک ہفتے سے ڈھونڈ رہی تھیں۔

خولیتا نے مجھے طوفان گننا سکھایا، میری ہی ڈائری میں، مجھ سے پوچھے بغیر اور ہرے رنگ میں۔



ایک ہاتھی، دو ہاتھی، تین ہاتھی...

۱ ہاتھی = ۱ سیکنڈ

۳ ہاتھی = ۱ کلومیٹر (تقریباً)

۰ ہاتھی = ٹھیک اوپر!

یہ لیبل والی گرج ہے۔
دور والی گرجیں پارسل نہیں ڈھو سکتیں۔

زیادہ ہاتھی: وہ بجلی زیادہ دور گری۔

اگر گرج سنائی دے، چاہے دور ہو: پناہ میں!

گنتی بجلی کی چمک سے گرج تک ہوتی ہے، ہاتھیوں میں: «ایک ہاتھی» تقریبا ایک سیکنڈ کا ہوتا ہے، اور ہر تین ہاتھی ایک کلومیٹر۔ یوں تقریبا پتا چل جاتا ہے کہ وہ بجلی کتنی دور گری؛ اگلی کہاں گرے گی، یہ نہیں۔ اور یہ گنتی یہ بھی نہیں بتاتی کہ باہر کب نکلنا ہے، اور وہ، خولیتا کے مطابق، ایک اور اصول ہے، جس کی کوئی ڈرائنگ نہیں: آخری گرج کے آدھے گھنٹے بعد۔

میں نے دھیرے سے آزمایا تو میرے ہاتھی بہت ہی تیز نکلے، ایسے جو کسی کام کے نہیں ہوتے۔ مجھے کچھ گننے کی ضرورت نہیں تھی، کیونکہ مجھے تو طوفان بہت اچھے لگتے ہیں، لیکن میں نے لکھ لیا، کیا پتا کب کام آئے۔

ٹونیو نے میرے کندھے کے اوپر سے لیبل پڑھا، جیسے وہ ہر اس چیز کو پڑھتا ہے جو اس کی نہیں ہوتی۔

«‹برق› طوفان میں ڈیلیوری نہیں کرتا،» اس نے کہا، اور ہمیں اپنے پیلے بیگ پر لکھی باریک عبارت دکھائی: برق ڈیلیوری۔ دس منٹ میں یا مفت۔ اور، خولیتا کے ذرّہ بین سے دیکھنے پر، ایک ستارہ: *سوائے طوفان کے۔

«ابھی تو طوفان نہیں ہے،» خولیتا نے کہا۔

ٹونیو نے باریک عبارت دوبارہ دیکھی کہ شاید «ابھی» کے بارے میں کچھ لکھا ہو۔ کچھ نہیں لکھا تھا۔

سو ٹونیو ہمارے ساتھ آیا۔ وہ ہاتھی ایک ہی سانس میں گنتا ہے، «ایکدوتین!»، جیسے کوئی ڈیلیوری کا چکر ہو۔ ٹونیو کے حساب سے ہر طوفان ایک کلومیٹر پر ہوتا ہے۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ ہمت ہے یا ہاتھیوں کی کمی۔



پانچ بجے میں رین کوٹ لینے سڑک پار کر کے اپنے گھر گیا؛ خولیتا نے نیچے دروازے پر میرا انتظار کیا۔ امی فلیٹ کے دروازے پر میرا انتظار کر رہی تھیں، رین کوٹ ہاتھ میں لٹکائے۔ ان کا نارنجی رنگ کے بارے میں ایک نظریہ ہے: کہ وہ دور سے نظر آتا ہے۔ مجھے آج تک نہیں پتا کہ وہ کہاں سے دیکھنے کا ارادہ رکھتی ہیں۔

«نارنجی والا پہن لو،» انہوں نے کہا۔ «کیا تمہیں پکا جانا ہے؟ تمہیں تو، جب گرج ہوتی ہے...»

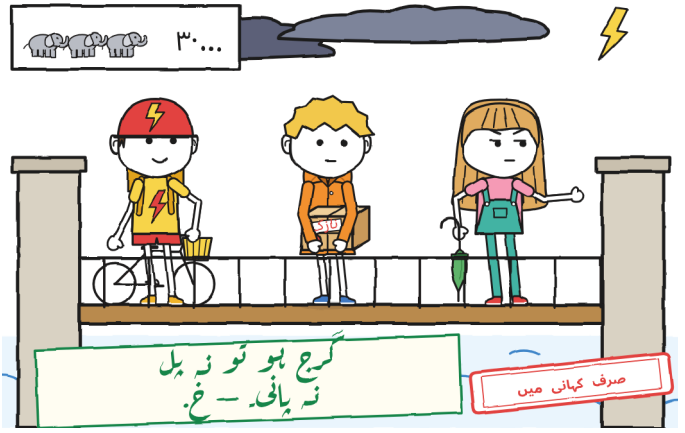
«خدا حافظ، امی!»

میں سیڑھیاں دو دو کر کے اترا۔ میں نے حساب لگایا تھا کہ نیچے کی گونج میں امی کا آدھا جملہ راستے ہی میں کھو جائے گا۔ نہیں کھویا۔ خولیتا نیچے کھڑی تھی۔

«جب گرج ہوتی ہے...» کیا؟ — خ.

ہم نے بڑا پل پار کیا، آسمان لمحہ بہ لمحہ کالا ہوتا ہوا۔ رات کو اسے جہازوں کے لیے اوپر اٹھا دیتے ہیں؛ دن میں سب اسے پار کرتے ہیں، اور اس وقت اسے ہمارے سوا بس ایک جلدی میں آدمی پار کر رہا تھا، الٹی سمت میں، جو طوفان آتے وقت صحیح سمت ہوتی ہے۔ میں نے نمبر ۲ دونوں ہاتھوں سے اٹھا رکھا تھا، بالکل سیدھا۔ ٹونیو سائیکل دھکیل رہا تھا: میں نے «برق» کو بغیر راستہ بھولے اتنا آہستہ چلتے کبھی نہیں دیکھا۔

بیچ سے گزرتے ہوئے خولیتا نے پانی کو اپنا خشک سا سلام کیا، ہاتھ سے، مختصر، بغیر مسکرائے، جیسے کسی ایسے کو جو اسے ناپسند ہو۔ وہ پیدل پل والی رات سے یہ کرتی ہے۔ میرا خیال ہے یہی سودا ہے: وہ سلام کرتی ہے اور پانی اسے گزرنے دیتا ہے۔



بہت دور آسمان چمک اٹھا۔

وہ بادلوں کے پیچھے ایک جھپک تھی، بغیر آواز کے، جیسے کوئی ایسے کمرے کی بتی جلائے اور بجھائے جس میں تم نہ ہو۔ خولیتا اچانک رک گئی اور آنکھیں بند کر کے دھیمی آواز میں ہاتھی گننے لگی۔ کچھ سنائی دینے سے پہلے اس نے

تیس گنے۔ میں نے اس کے ساتھ دل ہی دل میں گنا، اپنے بہت تیز ہاتھیوں کے ساتھ، اور میرے بیالیس نکلے۔

گڑگڑ۔

«اس بجلی تک تقریبا دس کلومیٹر ہیں،» اس نے اندازہ لگایا۔ «موسم کے حال میں طوفان چھ بجے کا بتایا گیا ہے۔»

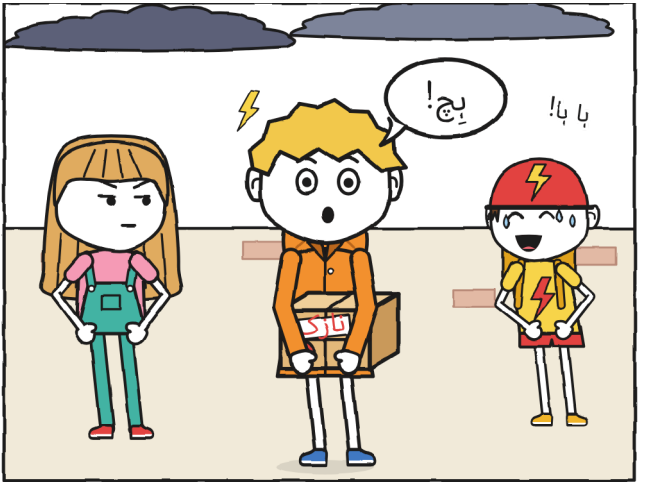
«گرج ہو گئی!» ٹونیو بولا۔ «کیا اب کھول سکتے ہیں؟»

«پارسل کھولنے کے لیے یہ والی نہیں گنی جاتی،» خولیتا نے آنکھیں کھولے بغیر کہا۔ «یہ دس کلومیٹر دور ہے؛ لیبل والی وہ ہے جو ٹھیک سر کے اوپر ہو: صفر ہاتھی۔ لیکن آواز آ تو رہی ہے: پناہ میں! بھاگو!»

میں نہر والی سڑک تک بھاگتا گیا، یوں ظاہر کرتے ہوئے جیسے میں نے کچھ سنا ہی نہیں۔ نہ گڑگڑ، نہ چھ بجے والی بات۔

«کیا یہ بِچ تھی؟» خولیتا نے رفتار کم کیے بغیر پوچھا۔

«نہیں،» میں نے کہا۔ «بِچ!»



ٹونیو ہینڈل پر جھک گیا اور اتنا ہنسا کہ سائیکل ایک طرف کو لڑھک گئی۔ خولیتا نہیں ہنسی۔ اس نے آنکھیں سکوڑ لیں، جیسے وہ کوئی ایسی چیز پڑھ رہی ہو جو لکھی ہی نہیں گئی۔

ایک گرج، ایک بِچ: مجھے بچپن سے یہ ہوتا ہے۔ اگر طوفان دور ہو تو بات ایک پر رک جاتی ہے؛ اگر سر پر ہو تو ایک اور آتی ہے، اور ایک اور، ہر تین سیکنڈ بعد، جب تک وہ چلا نہ جائے۔ یہ ڈر نہیں ہے۔ یہ میرا جسم مجھ سے پوچھے بغیر کرتا ہے، جیسے بڑھنا یا چھینکنا، اور بڑھنے کی طرح یہ بھی چہرے کے کسی انداز سے نہیں رکتی۔ مجھے پتا ہے کیونکہ میں نے ہر قسم کا چہرہ بنا کر دیکھ لیا ہے۔

اسی کو ڈر کہتے ہیں۔ — خ۔

نہر والی سڑک پر لال بالوں والی ویرا ڈریگنوں کے گھر کے دروازے پر پہلے سے ہمارا انتظار کر رہی تھیں، جو فلورا کے دروازے سے جڑا ہوا ہے، ریزہ کو گود میں لیے۔ ریزہ نے مجھے دیکھتے ہی میرا چہرہ بنا لیا: وہ ہمیشہ یہی کرتی ہے، ایک لمحہ مجھے دیکھتی ہے، جانچتی ہے کہ میں کون سا چہرہ لیے ہوں اور وہی اوڑھ لیتی ہے۔

میں نے نمبر ۲ ٹونیو کی سائیکل کی ٹوکری میں رکھا اور بازو پھیلا دیے۔

«یہ اس کا پہلا طوفان ہے،» ویرا نے کہا اور اسے میری بانہوں میں دے دیا۔ «یہ تمہاری ہر بات کی نقل اتارتی ہے، گُنی۔ تمہارے احساسات کی بھی۔ اگر یہ ڈر جائے تو اسے کھینچنا نہیں: یہ چپک جاتی ہے۔ جب طوفان گزر جائے تو فلورا کے صحن کی دیوار پر تین بار دستک دینا اور میں اسے لینے آ جاؤں گی۔»

«میں کچھ محسوس نہیں کرتا،» میں نے جواب دیا۔ «مجھے تو طوفان اچھے لگتے ہیں۔»

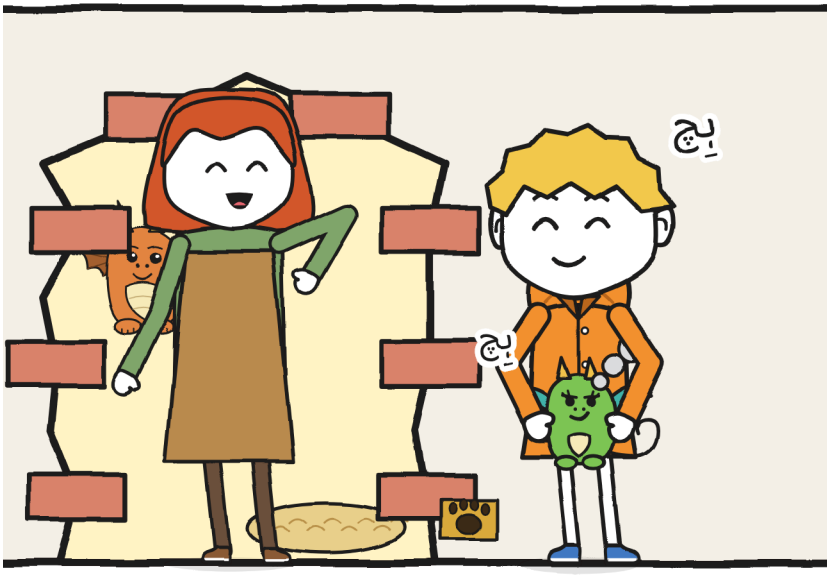
میں نے یہ سینہ پھلا کر کہا، اور ریزہ نے میری بانہوں میں بالکل ویسے ہی سینہ پھلایا، گردن لمبی کیے: ان کی جیتی جاگتی تصویر جنہیں طوفان بہت اچھے لگتے ہیں، دو سائزوں میں۔ ویرا نے ہم دونوں کو دیکھا، ایک دوسرے کے

اوپر، ایک ہی چہرے کے ساتھ، اور کچھ نہیں کہا۔ ویرا باتیں اس وقت کے لیے رکھ چھوڑتی ہیں جب ان کی ضرورت ہو۔

دور کہیں گرج ہوئی۔ میں نے ہِچ کی۔ ریزہ نے ہِچ کی، اور اس کی ناک سے دھواں نکلا۔

«بس، اندر چلو،» ویرا نے بات کاٹی، اور ہمیں فلورا کے دروازے کی طرف دھکیل دیا۔

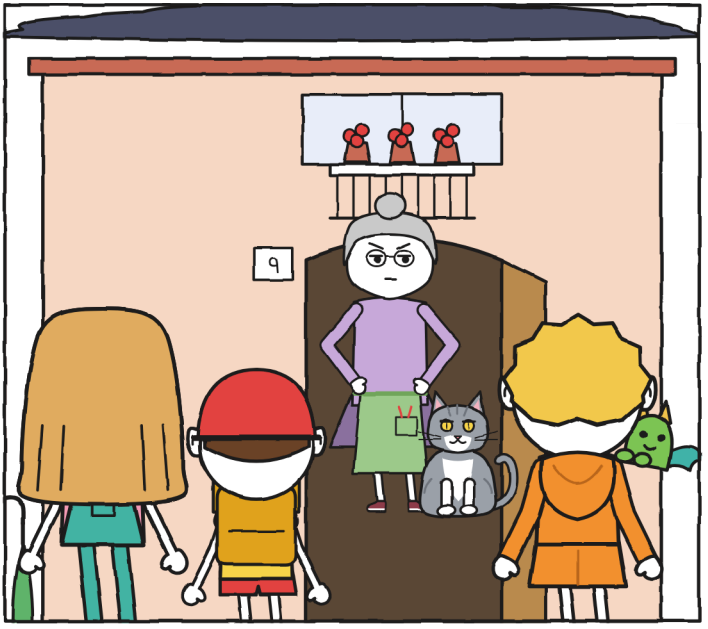
فلورا کا گھر جیرینیم کے گملوں والا ہے، وہی جس کی بالکونی سے دو ہفتے کے دن پہلے ایک خاتون نے ہمیں دیکھا تھا، پانی دینے کا برتن ہوا میں اٹھائے۔

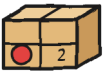


انہوں نے ہمارے دستک دینے سے پہلے ہی دروازہ کھول دیا: سرمئی جوڑے اور چشمے والی ایک خاتون، مالیوں والا ہرا ایپرن پہنے جس میں بہت سی جیبیں تھیں، اور ان کے پیروں کے بیچ سینے پر سفید رنگ والی ایک سرمئی بلی جس

نے ہمیں ایسے دیکھا جیسے ہم کوئی ایسا پارسل ہوں جو اس کے لیے نہیں تھا۔ انہوں نے ڈبے کو دیکھا۔ آسمان کو دیکھا۔ ریزہ کو دیکھا۔ اسی ترتیب سے، اور ہر چیز کو ایک جتنا وقت دیا، جو تھوڑا تھا۔

«ویرا کی بچی۔ دیکھنا میرے فرن نہ جلا دے،» انہوں نے کہا۔ «اندر آ جاؤ، بارش آ رہی ہے۔ لیکن پہلے بتا دوں: میں پتھروں پر دستخط نہیں کرتی۔»





باب 2

گرج!

فلورا کا باورچی خانہ پودوں سے بھرا ہے: میز پر، فرش پر، چھت سے لٹکے ہوئے۔ سب مل کر چند ایسی گزرگاہیں چھوڑتے ہیں جن پر چلنا آنا چاہیے۔ فرن، وہی جنہیں ریزہ کو نہیں جلانا تھا، عین اس کی ناک کی اونچائی پر تھے۔

پیچھے کی طرف شیشے کا ایک دروازہ گرین ہاؤس میں کھلتا ہے؛ اس کے برابر والا پچھلا دروازہ، لکڑی کا، جس کے اوپر شیشہ اور نیچے بلی کا دروازہ ہے، صحن میں کھلتا ہے۔ شیشے سے پتھر کی سلوں پر بارش شروع ہوتی نظر آ رہی تھی۔ گیلی مٹی کی بو آ رہی تھی، ایسی بو جسے میں پارکوں سے جانتا تھا، باورچی خانوں سے نہیں۔

گرین ہاؤس کے شیشے پر رنگے ہوئے قطرے تھے۔ ایک اوپر چڑھنے لگا۔ دوسرا اسے پیچھے چھوڑ گیا۔

«یہ ر. کے جادوئی شیشے ہیں،» فلورا نے کہا۔ «جب میں چاہوں، یہ بارش کو گزرنے دیتے ہیں۔ بجلی کو، کبھی نہیں۔ شور ہمیشہ گزر جاتا ہے، اب اس کا کیا کیا جائے۔»

میں نے اسے ر. کی فائل کے لیے سنبھال لیا: ر. کو جادوئی شیشے بنانے آتے تھے، اور تئیس کوششوں کے باوجود ایک مرتبان بھی پہنچایا نہیں جا سکا تھا۔

فریج پر ایک مقناطیس ایک تصویر تھامے ہوئے تھا۔ اور سنک کے پاس ایک کیل سے، ایک فرائنگ پین اور سوکھی جڑی بوٹیوں کے ایک گچھے کے بیچ، دو دستوں والی اسٹیل کی چھلنی لٹکی تھی۔ اسے میں نے اندر آتے ہی دیکھ لیا، پودوں سے بھی پہلے: آدمی کو وہ چیز فورا نظر آ جاتی ہے جسے وہ ایک ہفتے سے غلط ڈبوں میں ڈھونڈ رہا ہو۔

ٹونیو نے بارش کی وجہ سے سائیکل راہداری میں رکھ دی اور اس کے پاس باورچی خانے کے دروازے میں کھڑا رہا، آدھا جسم اندر: ٹونیو ان جگہوں میں ایسے ہی داخل ہوتا ہے جو اس کی نہیں ہوتیں۔ بلی اس کی ٹانگوں کے بیچ سے گزری، اور ٹونیو اسے راستہ دینے کے لیے ضرورت سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا۔ میں نے سوچا کہ وہ نہیں چاہتا ہو گا کہ کوئی اس کی سائیکل کو چھوئے۔

فلورا نے ڈبہ میز پر رکھا، کہنی سے دو گملے ہٹائے اور پوچھے بغیر کھول دیا۔ پوچھے بغیر اور لیبل پڑھے بغیر: انہیں معلوم تھا کہ جو ڈبہ وہ بارہا کھول چکی ہوں اس کا گتا کس جگہ سے ڈھیلا پڑتا ہے۔ اندر، بھوسے کے بیچ، کارک کے ڈھکن والا شیشے کا ایک مرتبان تھا، اور مرتبان میں آٹھ چھوٹی سرمئی گولیاں۔

«اس پر لکھا ہے کہ گرج سے پہلے نہ کھولیں!» خولیتا چیخی۔

خولیتا نے انگلی سے لیبل کی طرف اشارہ کیا۔ مارا کی تیسری شرط اتنی ہی دیر چلی تھی جتنی دیر میں ایک خاتون ڈبے کا ڈھکن اٹھا لیتی ہے۔

«میں نے ڈبہ کھولا ہے، مرتبان نہیں،» فلورا نے کہا۔ «اندر کیا ہے، یہ مجھے پہلے سے معلوم ہے: ر. نے مجھ سے فانوس پھولوں کا وعدہ کیا تھا، اور پارسل میں پتھر آتے ہیں۔»

یہ کسی پرانی شکایت جیسی لگی، ان شکایتوں جیسی جو اب اس لیے نہیں کی جاتیں کہ کوئی سنے، بلکہ اس لیے کہ باری آ گئی ہے۔ میں نے مرتبان کو دیکھا۔ گولیاں سرمئی تھیں، چکنی، چھوٹے اخروٹوں جیسی، اور ایسی ساکت جیسے صرف پتھر ساکت ہوتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ پتھر نہیں

ہیں۔ ڈائری میں، مرتبان کے برابر، میں نے ایک تیر بنایا: «پتھر؟» کسی نے ایک اور تیر بڑھا دیا، ہرے رنگ میں: «فانوس پھول؟»

«فانوس پھول کیا ہوتا ہے؟» میں نے پوچھا۔

جو فانوس میں جانتا تھا وہ کاغذ کے ہوتے، رنگ برنگے، اور تہواروں کے لیے دو بالکونیوں کے بیچ رسی پر لٹکائے جاتے؛ پہلی بارش تک چلتے۔ لیکن مجھے یہ بھی نہیں لگتا تھا کہ کوئی مہر لگا کر پتھر بھیجتا ہو گا۔

«‹برق› میں پتھروں کے پیسے کلو کے حساب سے لگتے ہیں،» ٹونیو نے دروازے سے کہا۔

کسی نے اس کی بات پر دھیان نہیں دیا۔ اس نے خود بھی نہیں دیا۔

فلورا فریج کے پاس گئیں، تصویر مقناطیس سے اتاری اور ہمارے سامنے مرتبان کے برابر میز پر رکھ دی۔



یہ ایک پرانی تصویر تھی: رات کے وقت نہر کے کنارے کی سیر، اور کنارے پر نیچی، گول ننھی روشنیوں کی ایک قطار، ایک کے پیچھے ایک، وہاں تک جہاں پیدل پل شروع ہوتا ہے۔ وہ اسٹریٹ لائٹیں نہیں تھیں: وہ زمین سے نکل رہی تھیں، جیسے کسی نے بلب بو دیے ہوں۔ سامنے کی طرف، پیٹھ کیے، دو لوگ کچھ لگا رہے تھے: ایک نے جوڑا باندھ رکھا تھا؛ اس کے برابر میں بھوسے کی ایک ٹوپی اتنی بڑی تھی کہ اس کے نیچے کون ہے، یہ دکھائی ہی نہیں دیتا تھا۔ میں نے ٹوپی کے بارے میں نہیں پوچھا۔ فلورا نے ٹوپی کے بارے میں کچھ نہیں کہا۔ ان دو خاموشیوں کے بیچ ایک پورا انسان سما سکتا تھا۔

«ایسے پودے جو بجلی کی روشنی سنبھال کر رکھتے ہیں اور ساری رات روشن رہتے ہیں،» فلورا نے کہا۔ «بیج ر. کی طرف سے آتے تھے، جاگے ہوئے، طوفانی راتوں میں؛ مٹی میرے ذمے تھی۔ سوئے ہوئے بیج میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ فانوس پھول ایک ایک کر کے بجھتے گئے، اور ر. کا آنا بند ہو گیا: اب یہ مرتبان بھیجا جاتا ہے۔»

فلورا نے تصویر دوبارہ فریج پر لگا دی۔ وہ ٹیڑھی لگی۔ انہوں نے ایک انگلی سے اسے سیدھا کیا اور ایک لمحہ وہیں کھڑی رہیں۔

اسی لیے نہر اتنی اندھیری تھی۔ پیدل پل کی روشنیاں بجھ گئی تھیں اور کسی نے انہیں دوبارہ نہیں جلایا تھا۔ اسی لیے اس سے اتنا ڈر لگتا ہے۔

ڈر لگتا تھا۔ تجھے تو بہتیرا میں نے اسے اندھیرے میں پار کیا تھا۔ — خ.

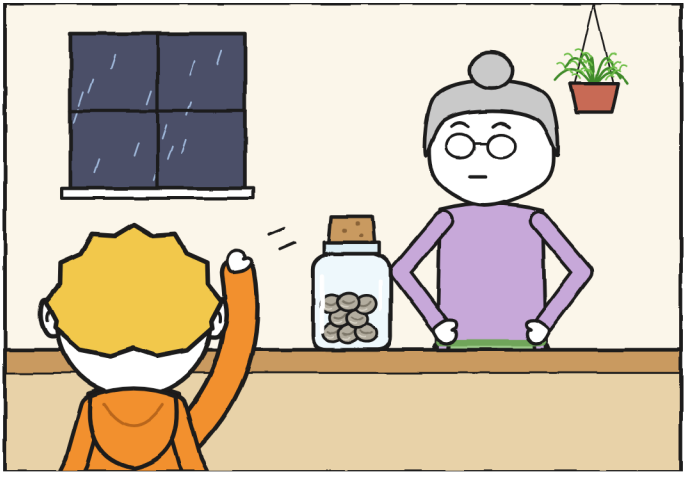
خولیتا نے یہ نوٹ فریج پر لگی تصویر سے نظر ہٹائے بغیر لکھا۔ پیدل پل نہر کے اوپر وہ تختہ ہے جسے ہم نے دو ہفتے کے دن پہلے پار کیا تھا، وہ الٹے قدموں اور میں اسے بتاتا ہوا کہ پاؤں کہاں رکھنا ہے۔

«ر. کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا ہے،» فلورا نے کہا۔ «دیر سے سہی، پورا ہوتا ہے۔ اس بار غلطی ہو گئی ہے۔»

میں نے یہ دونوں جملے الگ ایک کارڈ پر لکھ لیے، اس کارڈ پر جس میں فہرستیں بڑھتی جاتی ہیں: «ر. کے بارے میں ہم کیا جانتے ہیں»، جس کی تصویر کی جگہ ایک سوالیہ نشان ہے۔ اس میں دو سطریں تھیں، دونوں ڈائری ۱ کی: مارا کے مطابق بُری لکھائی، اور ویرا کا چہرہ جب انہوں نے ر. کا پہلا حرف پڑھا۔ شیشوں والی بات کے ساتھ، اس شام اس میں تین اور جڑ گئیں، اور تصویر ویسی ہی رہی۔

«اور کیا آپ نے کبھی اسے گرج کے بعد کھولا ہے؟» میں نے پوچھا۔

فلورا نے مجھے چشمے کے اوپر سے دیکھا۔ میں نے ہاتھ نیچے کر لیا، جو پتا نہیں کیوں سوال پوچھنے کے لیے اٹھایا تھا۔



«میں کسی کا انتظار نہیں کرتی،» انہوں نے کہا۔ «گرج کا بھی نہیں۔»

خولیتا نے بغیر احساس کیے سر ہلایا۔ میں نے غور کیا، اور چپ رہا۔

فلورا کی بلی کا نام گرج ہے۔ یہ اس کے نیلے کٹورے پر سفید حروف میں لکھا ہے، بلی کے دروازے کے برابر، اور میں نے اسے ڈائری میں اتار لیا، کٹورے کی ڈرائنگ

کے ساتھ اور موٹی لکھائی میں، کیونکہ بعد میں یہ اہم ہو جاتا ہے: گرج۔ میں ہر اس چیز کا نام لکھ لیتا ہوں جو مجھے ڈرا سکتی ہو؛ یہ میں نے ایک ایسے پارسل سے سیکھا جس کے دانت نکلے۔ وہ بارش کے بادل کی طرح سرمئی ہے، سینہ سفید اور آنکھیں زرد، اور جب وہ فریج کے پاس لیٹتی ہے تو اتنی دھیمی اور اتنی لگاتار گھرگھراتی ہے کہ دور کی گرج لگتی ہے، ان میں سے جو ابھی بِچ نہیں کراتیں۔

طوفان کے انتظار میں باورچی خانے میں سب کچھ ہوا اور کچھ بھی نہیں ہوا۔

خولیتا میز پر انگلیوں سے بجا رہی تھی، ٹک، ٹک، ٹک، مرتبان کے برابر، اس کی لَے میں جس نے موسم کا حال چھ بار دیکھا ہو اور اب بس چاہتا ہو کہ شروع ہو جائے۔ فلورا نے بسکٹوں کا ڈبہ کھولا اور «لے لو» کہے بغیر بیچ میں رکھ دیا؛ بات سمجھ آ گئی۔ ٹونیو نے، جس نے اس کے لیے بھی ہیلمٹ نہیں اتارا تھا، ایک بسکٹ کاٹا ہی تھا کہ دور گرج ہوئی، ایک گڑگڑ جو بمشکل گڑگڑ تھی۔ میں نے بِچ کی۔ ریزہ نے بِچ کی، اور اس کے منہ سے ایک چھوٹا سا شعلہ نکلا جو ٹونیو کے بسکٹ کے سامنے سے گزرا اور اسے سنہری کر گیا۔ ٹونیو نے اسے دیکھا، سونگھا اور پھر بھی کھا لیا۔

فلورا نے کچھ کہے بغیر پانی کی ایک بالٹی، جو انہوں نے تیار رکھی تھی، قریب کھسکائی اور ریزہ کے برابر فرش پر رکھ دی۔ اور گرج نے، جو اب تک ایسے بنی ہوئی تھی جیسے ہم ہیں ہی نہیں، ریزہ کو دیکھا، اس کی ساری پیٹھ کے بال کھڑے ہو گئے اور وہ موٹی دم کے ساتھ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ ریزہ میرے پیروں کے پیچھے چھپ گئی۔ میں، بغیر احساس کیے، خولیتا کے پیچھے چھپ گیا۔ ہم قطار میں رہ گئے: ایک بلی، ڈریگن کی ایک بچی، ایک لڑکا اور ایک لڑکی جس کی انگلیاں میز پر تھیں، جو ہلی نہیں۔

گرج کا سب سے برا حصہ اس کا انتظار ہے۔ — خ۔

طوفان قریب آ رہا تھا۔ یہ کھڑکی میں نظر آتا تھا، جو سلیٹ کا رنگ لیتی جا رہی تھی، اور مرتبان میں بھی: گولیاں، جو اب تک پتھروں کی طرح ساکت تھیں، شیشے سے ٹکرا کر ٹن ٹن کرنے لگیں، ایک باریک ٹن جسے پہلے میں نے بارش سمجھا اور پھر نہیں۔ لحظہ بہ لحظہ تیز۔ جیسے مرتبان کے اندر بھی کوئی گن رہا ہو۔ پتھر نہیں گنتے۔ میں نے یہ سوچا اور کہا نہیں: فلورا ایک بار مجھے چشمے کے اوپر سے دیکھ چکی تھیں۔

خولیتا ہر بجلی کے ساتھ دھیمی آواز میں گنتی تھی: «بارہ ہاتھی۔» «نو۔» گنتیاں کم ہوتی جا رہی تھیں۔ اور جتنی وہ کم ہوتیں، میز کے نیچے اس کا پاؤں اتنا ہی زیادہ ہلتا، فرش پر کسی خاص لَے کے بغیر ٹھک ٹھک کرتا۔ میں اسے وہیں سے دیکھ رہا تھا جہاں میں تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ تم فرش میں گڑھا کر دو گے؛ اس نے جواب دیا کہ میں گن رہی ہوں۔ خولیتا کو کوئی یہ نہیں بتا سکتا کہ اس کا ایک پاؤں بھی ہے۔

تب ریزہ نے ایک اور چھوٹا سا شعلہ نکالا، ننھا، بِچ کے بغیر، محض گھبراہٹ سے، اور گرج، جو ایک بالشت کے فاصلے پر تھی، تیر کی طرح بلی کے دروازے سے نکل گئی، صحن میں، بارش میں، ڈھکن گرنے جیسی آواز کے ساتھ: کھٹ۔ فلورا نے پچھلا دروازہ ایک جھٹکے سے کھولا اور دہلیز سے اسے چلّا کر بلایا، اپنی پوری آواز کے ساتھ، جو بہت ہے:

«گرجججج!»

اگر کوئی مجھ سے پوچھے تو خولیتا کا ہاتھ چیخ سے پہلے ہی ڈھکن پر تھا۔ کسی نے مجھ سے نہیں پوچھا۔

اور خولیتا نے مرتبان کھول دیا۔

پَلاپ!



یہ ایک چھوٹی سی گول آواز تھی، کارک کی، جو بالکل صاف سنائی دی کیونکہ باورچی خانے میں آدھے سیکنڈ کے لیے اور کچھ سنائی نہیں دیا۔ خولیتا نے ڈھکن اٹھایا، اس چہرے کے ساتھ جس نے ایک اصول پر حرف بہ حرف عمل کر لیا ہو۔

«گرج ہو گئی!» اس نے کہا۔

گرج نہیں ہوئی تھی۔ فلورا چلّائی تھیں۔ گرج تو بلی ہے۔

ویسے، میں نے بِچ کی۔ اس لیے نہیں کہ گرج ہوئی تھی: اس لیے کہ کسی نے مجھ سے دو میٹر کے فاصلے پر «گرج» چلّایا تھا، اور میرا جسم فرق نہیں کرتا۔ ریزہ نے شعلے کے ساتھ بِچ کی، اور ٹونیو نے دونوں ہاتھوں سے کان بند کیے، دیر سے۔

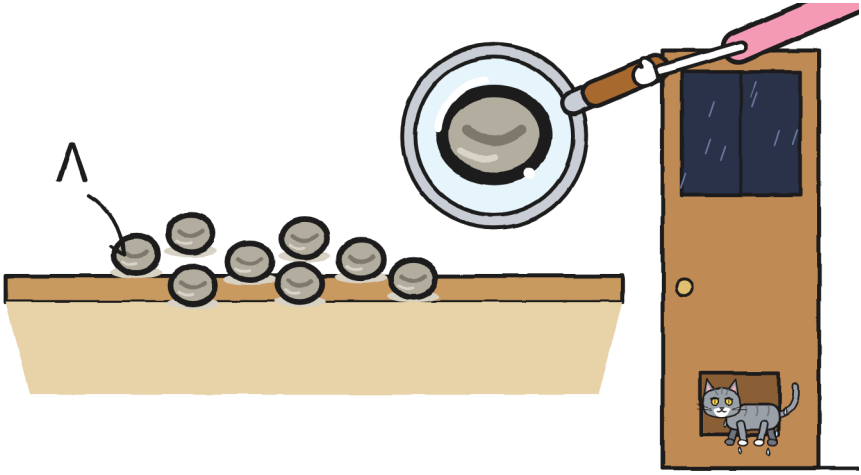
بلی والی بات میں کچھ دیر پہلے ہی لکھ چکا تھا، کٹورے کی ڈرائنگ کے ساتھ، اس کے سفید حروف سمیت، تاکہ بات صاف رہے۔

وہ صفحہ میں نے بعد میں پڑھا۔ — خ.

مرتبان کے اندر بس آٹھ سرمئی گولیاں تھیں، ٹھنڈی اور ساکت۔ کچھ روشن نہیں ہوا، کچھ اچھلا نہیں، کسی نے ٹن نہیں کی۔ خولیتا، جو پہلی بار میں ہار ماننے والوں میں سے نہیں، نے انہیں احتیاط سے میز پر ڈالا اور ڈنگری کی جیب سے ذرّہ بین نکالا۔ میں نے انہیں انگلی سے گنا: آٹھ۔ جب مجھے سمجھ نہیں آتا کہ کیا کروں تو میں یہی کرتا ہوں۔ گنتا ہوں۔

«ان پر ایک لکیر ہے،» اس نے کہا۔ «جیسے بند آنکھ۔»

میں نے ادھار لے کر ذرّہ بین سے دیکھا۔ ہر گولی پر ایک بہت باریک، خمدار لکیر تھی۔ پلک جیسی۔



گرج اکیلی بلی کے دروازے سے لوٹ آئی، شرابور، بال چپکے ہوئے اور آدھے سائز کی، اور اس نے ریزہ کی بالٹی کے عین اوپر خود کو جھاڑا، جو پہلے ہی بھری ہوئی تھی۔ فلورا نے پچھلا دروازہ بند کیا، ایپرن سے ہاتھ پونچھے اور میز کو دیکھا۔

«یہ پتھر ہیں،» انہوں نے کہا۔ «اور کسی نے مرتبان گرج سے پہلے کھول دیا ہے۔»

یہ کہتے ہوئے انہوں نے خولیتا کی طرف نہیں دیکھا۔ ضرورت ہی نہیں تھی۔ خولیتا اپنی ٹی شرٹ کے رنگ کی ہو گئی، گلابی، اور اس نے ذرّہ بین جیب میں بہت آہستہ رکھا، جیسے آہستہ رکھنا اس بات کا طریقہ ہو کہ اس نے کچھ کھولا ہی نہیں۔

مجھے پودوں کے بارے میں زیادہ نہیں پتا۔ میرے پاس روئی میں ایک مسور کا دانہ تھا اور وہ شفٹنگ میں نہیں بچا۔ لیکن فلورا نے کہا تھا «سوئے ہوئے بیج میں نے کبھی دیکھا ہی نہیں»، اور میں ان بند لکیروں کے بارے میں سوچنے سے خود کو روک نہیں پا رہا تھا۔

«وہ سو رہے ہیں،» میں نے کہا۔ «یہ پتھر نہیں ہیں: یہ بیج ہیں۔ اسی لیے لکھا ہے ‹گرج سے پہلے نہ کھولیں›۔ شاید کوئی گرج انہیں جگا دے۔ کوئی موٹی سی گرج، جو شیشے ہلا دیتی ہے۔»

سویا ہوا بیج منصوبوں والا پتھر ہوتا ہے۔

فلورا بیٹھ گئیں، ہمارے آنے کے بعد پہلی بار۔ انہوں نے گولیوں کو دیکھا۔ پھر کہا:

«اگر یہ بیج ہیں تو ثابت کر کے دکھاؤ۔»

باہر تقریبا رات ہو چکی تھی۔ چھ بج رہے تھے۔ وہ وقت جسے خولیتا نے چھ بار دیکھا تھا۔

بجلی نے سب کچھ سفید کر دیا۔

کوئی اطلاع نہیں ملی۔ ایک لمحہ پہلے باورچی خانہ ایک باورچی خانہ تھا، اپنے پودوں، اپنے فریج اور اپنی بھیگی بلی کے ساتھ، اور اگلے لمحے وہ باورچی خانے کی ایک سیاہ و سفید ڈرائنگ تھا: ہر پتا کٹا ہوا، ہم میں سے ہر ایک کا سایہ دیوار سے چپکا ہوا، کھڑکی روشنی کا ورق بنی ہوئی۔ خولیتا نے گننے کے لیے منہ کھولا اور اسے بس «ایک ہا...» کہنے کا وقت ملا۔

اور پھر اصلی والی آ گئی۔


گڑگڑڑڑڑمم!
اِچ!

گرج بجلی کے ساتھ ہی آئی: طوفان سر پر تھا۔ یہ کوئی شور نہیں تھا؛ یہ ایک دھکا تھا۔ میز، گلاس اور شیشے کانپ اٹھے، اور میرے اندر بھی کچھ کانپا جو ہاتھیوں کی تصویر میں نہیں آتا۔ صفر ہاتھی۔ عین اوپر۔

اور لائٹ چلی گئی۔

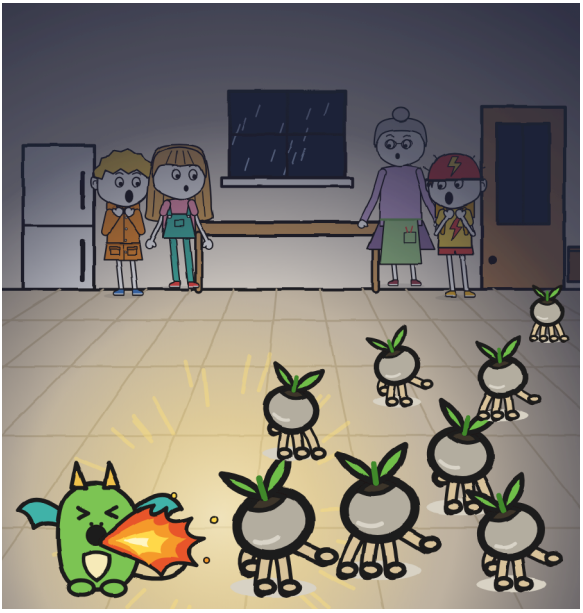
وہ پوری طرح چلی گئی، فریج کے اس کھٹکے کے ساتھ جو گنگنانا بند کر دیتا ہے، اور باورچی خانہ بند ڈبے کی تہہ کی طرح کالا ہو گیا۔ بس آنکھیں ہی آنکھیں تھیں: میری، جو مجھے ضرورت سے زیادہ کھلی محسوس ہو رہی تھیں، دوسروں کی، اور دو زرد آنکھیں جو میرے بوٹوں سے چپکی تھیں۔ کسی نے کچھ نہیں کہا۔ شیشوں پر بارش سنائی دے رہی تھی اور، بہت نیچے، ایک چھوٹا اور تیز سانس جو میرے سانس کی لَے پر چل رہا تھا۔

میں نے ہِچ کی۔

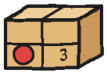
ریزہ نے ہِچ کی، اور اس کے منہ سے ایک شعلہ نکلا۔

ایک سیکنڈ کے لیے پورا باورچی خانہ نظر آ گیا۔

میز خالی تھی۔



پتھروں کی ٹانگیں تھیں۔



باب 3

نظر ہٹاؤ تو چل پڑتے ہیں

اندھیرے میں ایک ننھی سی بارش سنائی دے رہی تھی: ٹک، ٹک، ٹک۔ باہر والی گرتی تھی۔ یہ فرش پر دوڑ رہی تھی۔

بجلی۔

بیج اور دور تھے۔ ساکت، اپنی چار ننھی ٹانگوں اور دو پتیوں کے ساتھ۔ ایک نے ایک ٹانگ ہوا میں چھوڑ دی تھی۔ اس کا چہرہ وہی تھا جو میرا ہوتا ہے جب امی پوچھتی ہیں کہ کس نے کسی چیز کو ہاتھ لگایا۔

پھر اندھیرا: ٹک، ٹک، ٹک۔

میں نے ہِچ کی۔ ریزہ نے ہِچ کی۔ اس کے شعلے نے تین بیجوں کو آدھے قدم پر پکڑ لیا۔ باقی دوڑتے رہے۔

یہ تو اسپیجو کا کھیل ہے۔ بیجوں کے ساتھ۔ — خ۔



فلورا نے ٹارچ جلائی۔ ایک بیج پر روشنی ڈالی اور اسے وہیں جما دیا۔ دوسرے پر ڈالی۔ پہلا بھاگ گیا۔

«یہ بیج ہیں! جاگ گئے ہیں!»

انہیں ناراض آواز بنانا یاد نہیں رہا تھا۔

«میں نے بھی یہی کہا تھا،» میں بڑبڑایا۔

«تو میری مدد کرو کہ یہ بھاگ نہ جائیں۔»

خولیتا جھک گئی۔ ڈھکن ابھی تک اس کے ایک ہاتھ میں تھا۔ اس نے اسے ڈنگری میں رکھ لیا اور دوسرا ہاتھ ایک بیج کے سامنے کھول دیا۔

نشانہ ایک انگلی کے فرق سے چوک گیا۔

اگلی بجلی میں ہم نے دیکھا کہ وہ کہاں جا رہے ہیں: سب کے سب بلی کے دروازے کی طرف۔

فلورا نے ایک بہت بڑا گملا گھسیٹا اور ان کا راستہ بند کر دیا۔

«وہ طوفان سے بھیگی ہوئی مٹی ڈھونڈ رہے ہیں۔ یہاں تو بس نل کے پانی والی مٹی ہے۔ باہر مٹی تقریبا ہے ہی نہیں: پتھر کی سلیں ہیں، ایک چھوٹی سی پگڈنڈی اور نہر۔ اگر وہ باہر نکلے تو بارش انہیں بہا کر پانی میں لے جائے گی۔»

میں نے شیشے سے دیکھا۔ دھاگے جیسی چار ٹانگوں والا بیج وہاں باہر اتنی ہی دیر ٹکتا جتنی دیر ایک کاغذ پانی کے گڑھے میں۔

بلی کا دروازہ بند ہو گیا۔ لیکن اب وہ پورے باورچی خانے میں اندھیرے میں پھیلے ہوئے تھے، اور باورچی خانے میں چھپنے کی سو جگہیں ہوتی ہیں: فریج کے نیچے، بالٹی کے پیچھے، گملوں کے بیچ، پانی دینے کے برتن کے اندر اور میز کے نیچے، جہاں میں تھا، فلورا کی چھلنی سر پر رکھے۔ میرے گھر میں جب گرج ہوتی ہے تو میں ایک پہن لیتا ہوں؛ یہ سنک کے پاس کیل سے لٹکی تھی، اور میرے ہاتھوں نے اسے خود ہی اتار لیا تھا۔

ہم نے سب کچھ آزما لیا:

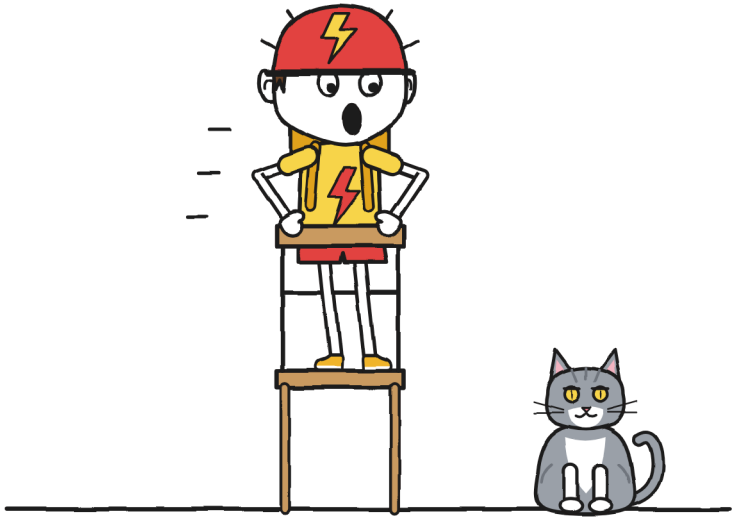
1. خولیتا نے ایک بیج پر کپڑا پھینکا، اس پر کود پڑی، کپڑا اٹھایا اور نیچے تھی... گرج۔ میاؤں! وہ کپڑے سے ایسے نکلی جیسے بلیاں ہر جگہ سے نکلتی ہیں: بے حد ناراض، اور بجا طور پر۔
2. ٹونیو ایک بیج کے پیچھے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل کرسیوں کے نیچے بھاگا، اور گرج، جسے پتا ہی نہیں ڈیلیوری بوائے کیا ہوتا ہے، اس کی پیٹھ پر چڑھ گئی اور وہیں بیٹھی رہی، سفر سے بے حد خوش۔ ہٹو!
3. میں نے میز کے نیچے سے ہِچ کی۔ ریزہ نے ہِچ کی، اور اس کے شعلے نے خولیتا کے ہاتھ سے دو بالشت دور ایک بیج کو ساکت کر دیا، جسے اس نے پکڑ لیا۔ «ایک!»
4. فلورا نے ٹارچ ایک اور پر گاڑ دی اور اسے ایسے اٹھا لیا جیسے زمین سے آلو بخارا اٹھایا جاتا ہے۔ «دو!»

گرج بھی ان کے پیچھے دوڑ رہی تھی۔ اسے اندھیرے میں تقریبا سب نظر آتا ہے۔ ہمیں، نہیں۔ جب ہم باقی لوگ کرسیوں سے ٹکرا رہے تھے اور ٹٹولتے ہوئے ایک دوسرے سے معافی مانگ رہے تھے، گرج بیچ سے کسی چیز کو چھوئے بغیر گزر جاتی تھی، اور صاف لگتا تھا کہ وہ کسی اور لیگ میں کھیل رہی ہے۔

ٹونیو کو طوفانوں سے ڈر نہیں لگتا۔ ٹونیو کو بلیوں سے ڈر لگتا ہے۔

ہمیں یہ تب پتا چلا جب گرج اس کی پیٹھ سے اتر گئی اور ٹونیو سکون کا سانس لینے کے بجائے ایک کرسی پر چڑھ گیا اور وہیں کھڑا رہا، اکڑا ہوا، ہیلمٹ پہنے اور پاؤں فرش سے اتنے دور جتنا اس کی ٹانگیں اجازت دیتی تھیں۔ گرج نیچے بیٹھ گئی، بالکل مطمئن، اور اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے دکان کی کھڑکی میں رکھی کوئی چیز۔

«یہ بلی نہیں ہے!» خولیتا نے اس سے کہا۔ «یہ گرج ہے!»



«اور بھی بُرا!»

میں یہ ہنسے بغیر لکھ رہا ہوں، کیونکہ مجھے حق نہیں۔ ٹونیو کا ڈر کرسی پر چڑھا ہوا تھا، جہاں سب کو نظر آتا تھا۔ میرا ڈر میز کے نیچے تھا، ایک چھلنی کے ساتھ۔

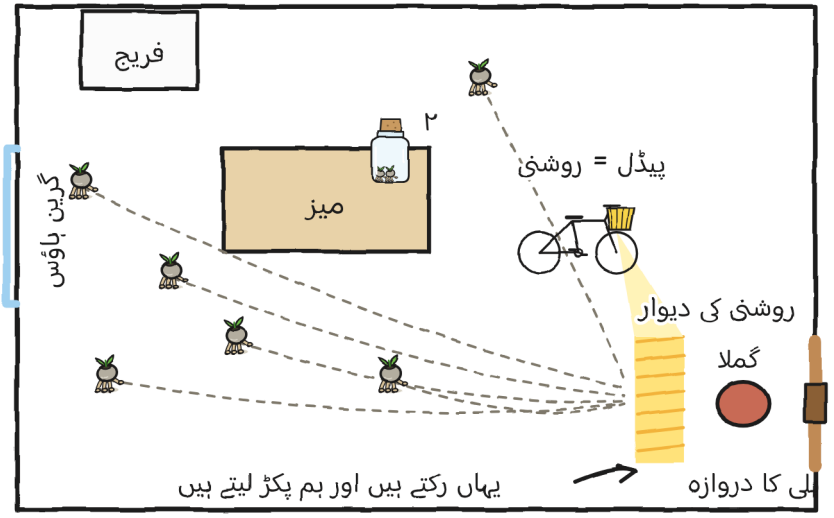
میز کے نیچے کا پروفیشنل — خ.



وہاں نیچے سے، ہر بجلی کے ساتھ، مجھے سارا فرش نظر آتا تھا۔ بیچ کرسیوں کے بیچ چکر لگاتے، مگر ہمیشہ لوٹ کر بلی کے دروازے والے گملے کو دھکیلنے آ جاتے۔ وہ زیادہ زور سے نہیں دھکیلتے تھے۔ بس ہمیشہ دھکیلتے تھے۔

اس لیے میں نے ایک نقشہ بنایا۔

میں نے اسے بجلیوں کے ساتھ بنایا، ہر بجلی پر ایک لکیر، ڈائری گھٹنے پر ٹکا کر: تیزی سے سوچنے کا واحد طریقہ جو مجھے آتا ہے۔ ایسے نقشے کی لکیریں ٹیڑھی ہوتی ہیں، لیکن تیر سب ایک ہی جگہ جاتے ہیں، اور اصل بات یہی تھی۔ بلی کے دروازے کے سامنے میں نے «روشنی کی دیوار» بنائی اور اس کے برابر ایک سائیکل: «پیڈل = روشنی»۔



«ٹونیو، کیا تمہاری سائیکل کی ہیڈ لائٹ پیڈل مارنے سے جلتی ہے؟»

«بالکل۔»

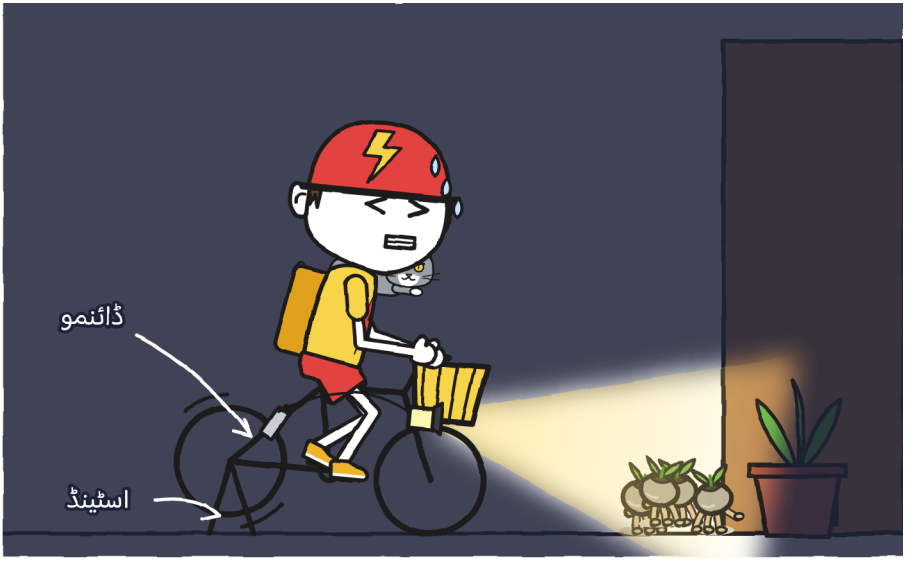
«تو آج تم روشنی پہنچاؤ گے۔»

فلورا نے نقشے پر روشنی ڈالی۔ خولیتا نے میز پوش کے نیچے سے جھانکا۔ ٹونیو کرسی سے اتر آیا: اپنی سائیکل کے لیے وہ کہیں سے بھی اتر آتا ہے۔

ہم نے سائیکل اس کے اسٹینڈ پر کھڑی کر دی، ہیڈ لائٹ کا رخ بلی کے دروازے کی طرف۔ «برق» کی ڈائنمو پچھلے پہیے سے لگی ہوتی ہے: پہیہ گھومے تو روشنی ہوتی ہے۔ اور ٹونیو نے پیڈل مارے۔

اس نے اتنی تیز پیڈل مارے جتنی تیز کبھی نہیں مارے تھے۔ خاص طور پر جب گرج اس کے اوپر چڑھ بیٹھی۔

اسے سمجھنے کے لیے دیکھنا پڑتا ہے، اسی لیے میں نے اسے بنایا۔



ایک سائیکل جو کہیں نہیں جا رہی تھی، اور اسے چلانے والا جو بہت دور ہونا چاہتا تھا۔ روشنی ہیڈ لائٹ سے نکلی، پہلے پیلی اور لرزتی ہوئی اور پھر سفید اور سیدھی، اور بلی کے دروازے کے سامنے ایک دیوار کی طرح جم گئی۔ یہ میری «روشنی کی دیوار» تھی، حقیقت میں، پسینے کے قطروں کے ساتھ۔

بیج روشنی تک پہنچتے اور ساکت ہو جاتے، اور ہم انہیں ایک ایک کر کے پکڑتے اور مرتبان میں ڈالتے جاتے۔ تین۔ چار۔

میں میز کے نیچے سے نکلا اور خولیتا کے برابر ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل روشنی کے کنارے پر آ گیا۔ بیج لکیر پر قدم رکھتے اور رک جاتے۔ ان کا وزن ایک کنچے سے ذرا ہی زیادہ تھا۔ انگلیاں جلدی بند کرنی پڑتی تھیں: سایہ ان تک پہنچتے ہی وہ پھر کوشش کرنے لگتے۔

گرج نے منہ سے ایک اور بیج پکڑ لیا، اور فلورا نے دو انگلیوں سے وہ اس سے لے لیا۔

«پانچ!» انہوں نے کہا۔

چھ۔

خولیتا نے ڈنگری سے ڈھکن نکالا اور فلورا نے مرتبان بند کر دیا، کارک کو خوب دبا کر تاکہ چھ کے چھ کچھ اور نہ سوچیں۔ پھر وہ ہماری مدد کرنے کے لیے جھک گئیں۔ تب گرج چھلانگ لگا کر میز پر چڑھی اور اسے گرا دیا۔

میں نے اسے آنکھ کے کنارے سے گرتے دیکھا، بہت آہستہ: مرتبان، اپنے کارک کے ڈھکن کے ساتھ، ہوا میں پورا ایک چکر کھاتا ہوا۔ اور میں نے ٹونیو کو پیڈل چھوڑتے، گول کیپر کی طرح لمبا ہو کر سائیکل سے نکلتے اور فرش سے ایک بالشت اوپر دونوں ہاتھ بند کرتے دیکھا۔ جھپاک!



«برق،» اس نے فرش پر لیٹے ہوئے، مرتبان اوپر اٹھائے کہا۔ «ایک سیکنڈ میں یا مفت۔»

یہ میری زندگی کی سب سے تیز ڈیلیوری تھی جو میں نے دیکھی۔ میں اسے یہاں ڈائری میں مانتا ہوں، کیونکہ بلند آواز میں مجھ سے نہیں ہو سکا: مجھ سے جو ہوا وہ ایک بِچ تھی۔

لیکن وہ پیڈل مارنا چھوڑ چکا تھا، اور روشنی بجھ گئی۔ اور گرج کو کوئی نہیں روک سکتا: وہ تیر کی طرح بلی کے دروازے کی طرف بھاگی۔

اندھیرے میں: ٹک، ٹک، ٹک۔ پھر، کھرر: گملا، جسے ایک بلی نے ہٹا دیا جو باہر نکلنا چاہتی تھی اور نکل گئی۔ کھٹ: بلی کا دروازہ۔ اور اس کے پیچھے، بہت تیزی سے، ایک اور ٹک، ٹک، ٹک، جو گرج نہیں تھی۔

جب دوبارہ بجلی چمکی تو فرش پر صرف ایک بیج رہ گیا تھا، اور خولیتا نے اسے پکڑ لیا۔ فلورا نے مرتبان اتنا ہی کھولا کہ وہ اندر جا سکے اور کارک پھر دبا دیا۔ سات۔

اسی بجلی میں میں نے دروازے کے شیشے سے دیکھا: بارش میں چمکتا ہوا پتھر کی سلوں کا صحن، پگڈنڈی اور پگڈنڈی کے بیچ ایک بہت ہی چھوٹا بیج، آدھے قدم پر رکا ہوا، پانی سے مڑی ہوئی ننھی پتیوں کے ساتھ۔ پھر دوبارہ رات ہو گئی۔ اور اگلی بجلی میں پگڈنڈی پر کچھ نہیں تھا۔

آٹھواں بلی کے دروازے سے نکل گیا تھا۔

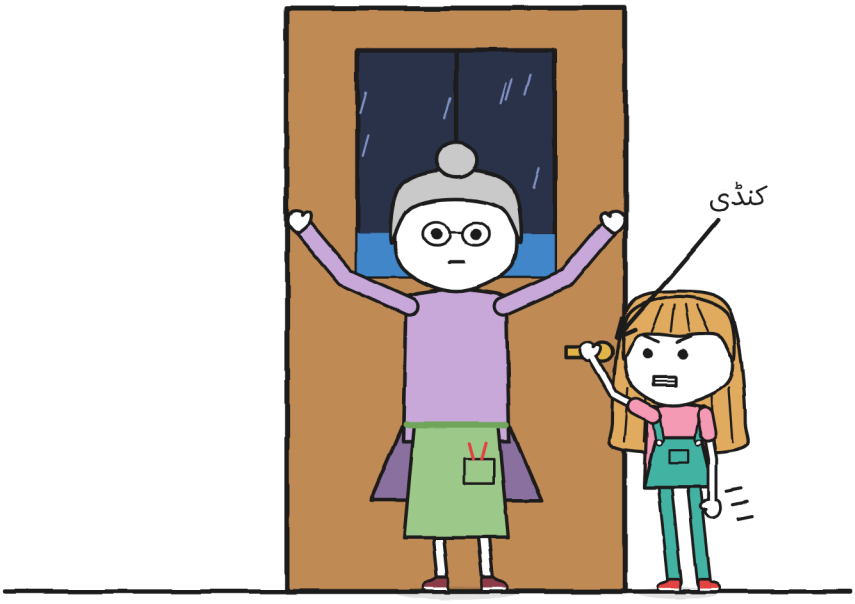


«میں اسے لے کر آتی ہوں!» خولیتا نے کہا، اس کا ہاتھ پہلے ہی دروازے کی کنڈی پر تھا۔

«بجلی کڑک رہی ہو تو اس گھر سے کوئی باہر نہیں جاتا،» فلورا نے بات ختم کر دی۔ وہ بحث کے موڈ میں نہیں تھیں۔

فلورا دروازے کے سامنے آ کھڑی ہوئیں، شیشے کی طرف پیٹھ کیے، بازو پھیلائے۔ خولیتا نے ان کے کندھے کے اوپر سے دیکھا: پگڈنڈی، نہر، بارش۔ اس نے جبڑا بھینچ لیا۔

خولیتا نے بحث نہیں کی۔ لیکن کنڈی بھی نہیں چھوڑی۔



تھوڑی دیر بعد بلی کے دروازے نے کھٹ کی۔ گرج تھی، دوسری بار شرابور، بال چپکے ہوئے اور ایسے چہرے کے ساتھ جیسے اس نے زندگی میں کبھی کوئی گملا نہیں ہلایا۔ وہ اکیلی آئی تھی۔ آٹھویں کے بغیر۔ فلورا نے احتیاطا پاؤں سے گملا پھر بلی کے دروازے کے پاس سرکا دیا، اور گرج میز کے نیچے جا بیٹھی، جیسے طوفان ہمارا ہی معاملہ ہو۔

کچھ دیر کسی نے کچھ نہیں کہا؛ بس میں بولتا رہا، اور میں جو کہہ رہا تھا وہ ہِچ تھی۔ باہر آسمان پھر چمک اٹھا۔

«بجلی... ایک ہاتھی، دو ہاتھی۔»

گڑگڑ۔

«دو،» خولیتا نے گنا۔ «ابھی بھی بہت قریب ہے۔»

اس نے یہ کنڈی پر ہاتھ رکھے، دروازے کو دیکھتے ہوئے کہا، ہمیں نہیں۔ دو ہاتھی ایک کلومیٹر سے کم ہوتے ہیں۔ ایک گھنٹہ پہلے تک میرے لیے یہ رات کی سب سے بُری خبر ہوتی؛ اب یہ دوسرے نمبر پر تھی۔

«تو اب انہیں لگاتے ہیں،» فلورا نے کہا۔ «طوفان کے جانے سے پہلے۔ اور اندھیرے میں۔»

«بجلی کڑکتے ہوئے؟» خولیتا نے کنڈی چھوڑے بغیر پوچھا۔

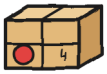
فلورا نے ان قطروں کی طرف اشارہ کیا جو گرین ہاؤس کے شیشے پر چڑھ رہے تھے۔

«جادو اب بھی قائم ہے۔ بجلی باہر رہتی ہے۔ ہم اندر۔»

ہم نے مرتبان کو دیکھا۔ اندر سات بیج تھے، کچھ کی ننھی ٹانگیں شیشے سے چپکی ہوئی، جیسے وہ اسے ناپ رہے ہوں، اور شیشے میں ہر بجلی کا عکس لرز رہا تھا۔ آٹھ میں سے سات۔ میں، جو چیزیں گنتا ہوں، اس عدد پر رک گیا: یہ آٹھ نہیں ہے، لیکن صفر بھی نہیں، اور اس رات مجھے لگا کہ سات کے ساتھ شروع کیا جا سکتا ہے۔

«اندھیرے میں،» فلورا نے ریزہ کو دیکھتے ہوئے دہرایا۔

اور ریزہ نے، میری طرف دیکھتے ہوئے، ہِچ کی۔



باب ۶

بِچ

فلورا نے ہمیں سمجھایا کہ فانوس پھول کیسے لگایا جاتا ہے، جیسا ر. نے انہیں سکھایا تھا، اور میں نے اسے مارکر کو خوب دبا کر لکھ لیا: چار مرحلے، اور سب سے اہم آخری تھا، مہلت والا۔

فانوس پھول کیسے لگایا جاتا ہے

۱. 

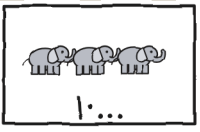
طوفان سے بھیگی مٹی۔
(نل والی نہیں چلتی۔)

۲. 

مرتبان مٹی پر کھولیں۔
(اگر پہلے کھولو تو بھاگ جاتے ہیں۔)

۳. 

سب کچھ اندھیرے میں: خود ہی مٹی میں اتر جاتے ہیں۔
(اگر تم انہیں خود دفن کرو گے تو وہ نہیں اگیں گے۔)

۴. 

طوفان کے جانے سے پہلے:
دس سے زیادہ ہاتھی گننے پر،
وہ اگلی بار تک نہیں لگتے۔

دس ہاتھی تک جاگے رہتے ہیں۔ گیارہ سے بھر سو جاتے ہیں۔ — خ۔

تو دو مہلتیں ہوئیں: بیجوں کے لیے دس ہاتھی؛ ہمارے لیے آخری گرج کے آدھے گھنٹے بعد۔

فلورا نے ڈائری پر روشنی ڈالی جب تک میں لکھتا رہا۔ وہ مراحل زبانی بتا رہی تھیں۔ میں نے ر. کے بارے میں اور کچھ نہیں پوچھا۔

مرحلہ ۲ اور مرحلہ ۳ کے بیچ میں نے دو بِچ کیں۔ ریزہ نے دو شعلے، اور باورچی خانہ دو بار کیمرے کی فلیش کی طرح روشن ہوا۔ کسی نے کچھ نہیں کہا؛ اس وقت تک ریزہ اور میں گھر کی روشنی بن چکے تھے۔ گرج، میز کے نیچے، ایسے سن رہی تھی جیسے مراحل اس کے لیے ہوں۔



فلورا نے گرین ہاؤس کا شیشے کا دروازہ کھولا اور سب سے پہلے اندر گئیں۔ ریزہ میرے بوٹوں سے چپکی چل رہی تھی۔ یا میں یہی سمجھتا تھا۔

گرین ہاؤس باورچی خانے سے جڑا ہوا ہے۔ یہ لمبا اور تنگ ہے، دیواروں پر گملوں کی الماریاں اور بیچ میں کیاری، مٹی سے بھری ایک لمبی میز، جس کے نیچے اور گملے رکھے ہیں۔ دن میں یہ ایک ہری اور پرسکون جگہ ہوتی ہو گی۔ رات کو، طوفان میں، ہر بجلی کے ساتھ ساری چھت سفید ہو جاتی تھی۔

چھت میں ایک کھڑکی ہے جو کبھی نہیں کھلتی۔ فلورا نے اس کی ہتھی گھمائی: کھڑکی بند ہی رہی، لیکن رنگے ہوئے قطرے اوپر چڑھنا چھوڑ کر شیشے پر نیچے اترنے لگے۔ تب اصلی بارش اسے پار کر گئی اور کیاری کی مٹی پر گری۔

«ساری کیاری میں۔ ایک قطرہ بھی فرش پر نہیں،» فلورا نے حکم دیا، جیسے بارش ان کی اپنی ہو۔

فورا ایسی مٹی کی بو آنے لگی جسے ابھی پانی دیا گیا ہو۔

یہ شیشے صرف کہانی میں ہوتے ہیں۔ اصلی طوفان میں گرین ہاؤس کا نام بھی نہیں۔ آخری صفحہ دیکھو۔ — خ۔

«طوفان سے بھیگی ہوئی مٹی،» فلورا نے کہا۔ «اب، سب کچھ اندھیرے میں۔ اور جلدی۔»



خولیتا دروازے میں رہ گئی تھی، مرتبان ہاتھوں میں لیے۔ اس نے کنڈی کی جگہ مرتبان لے لیا تھا، اور اسے اسی طرح بھینچ رکھا تھا۔

تب گملوں کے ٹکرانے کی آواز آئی، اور کیاری کے نیچے، پیچھے کی طرف، دو زرد آنکھیں نمودار ہوئیں، دو کانپتے پر اور، ہر تین سیکنڈ بعد، ایک ننھا شعلہ۔ ہِچ۔ ریزہ پہلے ہی اندر تھی: دروازہ کھلتے ہی وہ فلورا کے پیروں کے بیچ سے اندر گھس گئی تھی۔

فلورا نے اسے احتیاط سے کھینچا۔ ریزہ نے چاروں پنجوں سے گملوں کو پکڑ لیا۔

ڈریگن کی بچی جو دو گملوں سے چمٹی ہو اچانک اتنی ہی بھاری ہو جاتی ہے جتنے دو گملے، اور فلورا نے، جو جھاڑ جھنکار بغیر اجازت اکھاڑ دیتی ہیں، اسے چھوڑ دیا اور گھٹنوں کے بل بیٹھی اسے دیکھتی رہیں۔

ویرا نے خبردار کیا تھا۔ میں نے سنا تھا۔ تم سینہ بھلا رہے تھے۔ — خ۔

اور جب بھی میں باورچی خانے میں ہِچ کرتا، گرین ہاؤس میں ریزہ بھڑک اٹھتی: دروازے کے دوسری طرف گملے نیچے سے روشن ہو جاتے۔ ہِچ: روشنی۔ ہِچ: روشنی۔ فریج کی بتی کی طرح، فرق بس اتنا کہ دروازہ میں تھا اور مجھے بند ہونا نہیں آتا تھا۔

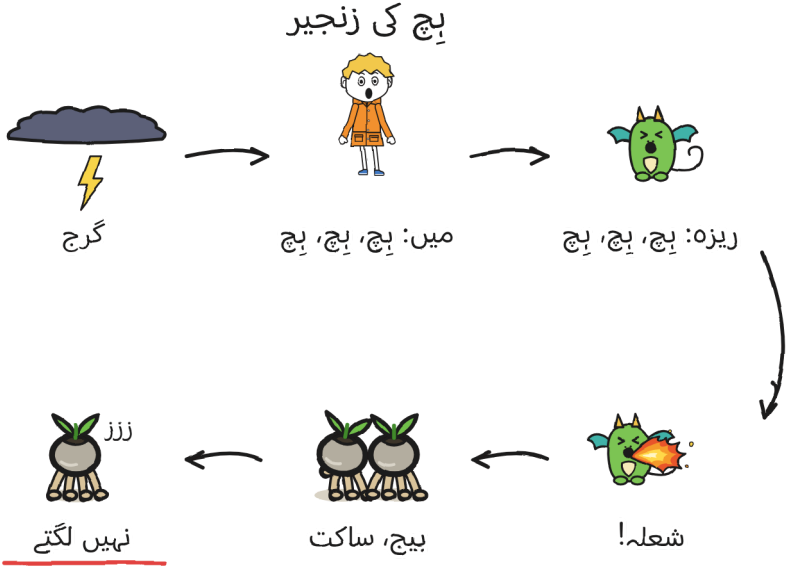
باورچی خانے میں ہِچ مدد کرتی تھی: شعلہ، ساکت بیج، پکڑا ہوا بیج۔ یہاں وہ انہیں لگانے میں رکاوٹ تھی۔ ہر تین سیکنڈ بعد ایک شعلے کے ساتھ اتنی دیر کے لیے کبھی اندھیرا ہوتا ہی نہیں تھا جتنی دیر چاہیے تھی۔ گرج اور ریزہ کے بیچ، ایک چھلنی کے ساتھ، میں تھا۔

میں نے سمجھنے کے لیے اسے بنا لیا۔

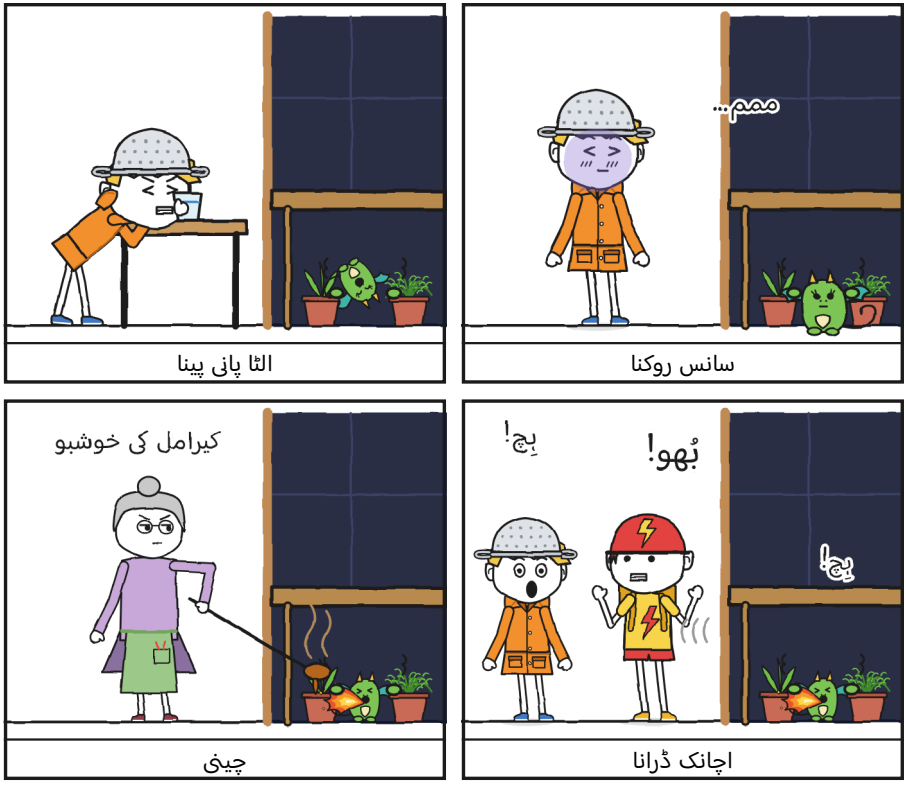
ہم نے ہچکی کے سارے علاج آزمائے، ریزہ کی مدد کے ساتھ: وہ علاج کی نقل اتارتی اور، انعام کے طور پر، ہِچ کی۔

سانس روکنا: میں بنفشی ہو گیا اور وہ اور زیادہ ہری۔ الٹا پانی پینا: میں ناک میں پانی لیے رہ گیا۔ ڈرانے کا کام ٹونیو کے ذمے رہا، جس نے بغیر بتائے «بُھو!» چلّایا: ڈر مجھے لگا، ہِچ پھر بھی ہوئی، اور ریزہ کے شعلے نے اس کے

ہیلمٹ کی بجلی کا نشان جھلسا دیا۔ آخر میں ایک چمچ چینی آزمائی گئی، فلورا کا خیال: ریزہ کی چینی اس کے منہ تک پہنچنے سے پہلے کیرامل بن گئی، اور گرین ہاؤس میں دیر تک میلے جیسی خوشبو رہی۔



زنجیر توڑنی ہو کی۔ سب سے آسان کڑی تم ہو۔ پیار سے۔ — خ۔



«چار ہاتھی۔ پانچ۔»

گرج سنائی دی۔ میں نے دانت بھینچ لیے۔ بِچ۔

«وہ بجلی زیادہ دور گری تھی،» خولیتا نے کہا۔

ساتوں بیج مرتبان کے اندر گھوم رہے تھے۔ نہ انہیں نکلنے کا راستہ مل رہا تھا نہ مجھے چپ ہونے کا طریقہ۔

«دس تک،» میں نے کہا۔ «ابھی ہم کر سکتے ہیں۔»

اگلی بجلی پر ٹونیو تیز تیز گننے لگا۔

«ایسے نہیں چلتا،» خولیتا نے کہا۔

اس نے منہ بند کر لیا۔ فلورا بجھی ہوئی ٹارچ کے ساتھ انتظار کر رہی تھیں۔ انہوں نے مجھ سے جلدی کرنے کو نہیں کہا۔ یہ تقریبا اور بُرا تھا۔

«ریزہ تمہارا ڈر نقل اتار رہی ہے،» خولیتا نے کہا۔

«وہ کوئی اور چیز بھی تو نقل اتار سکتی ہے،» میں نے کہا۔

ہِچ۔ شعلہ۔

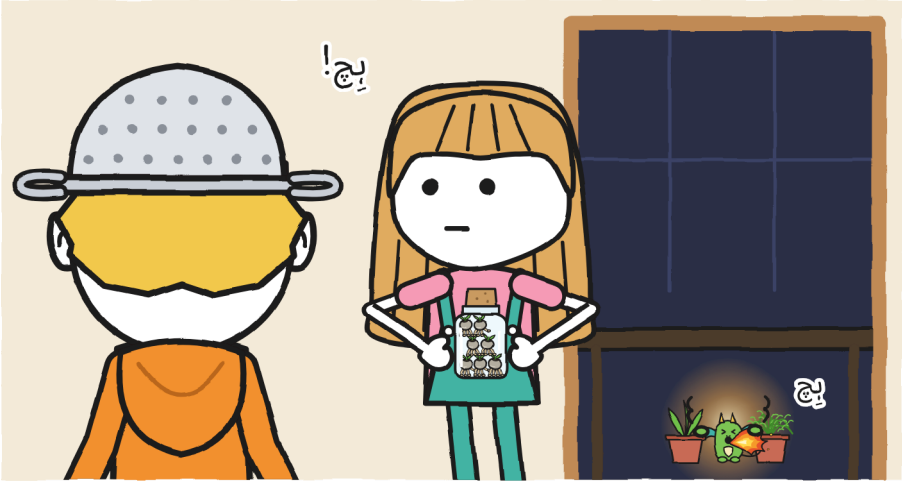
«اور اگر ہم اسے باورچی خانے میں لے آئیں؟» میں نے پوچھا۔

«وہ چپک جاتی ہے۔ تم نے دیکھ تو لیا۔»

میں نے گرین ہاؤس کے دروازے کو دیکھا۔ وہ پہلے سے کہیں زیادہ دور لگ رہا تھا۔

خولیتا نے آواز دھیمی کر لی۔

«پہلے، اس کے پاس رہو۔»



میرے پاس ایک پلان تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ وہ اس کام کے لیے نہیں تھا۔

میرا پلان تاکہ پتا نہ چلے کہ مجھے گرج سے ڈر لگتا ہے:

1. کہنا کہ مجھے بہت اچھے لگتے ہیں۔
2. بِچ نہ کرنا۔
3. ؟؟؟

نمبر ۲ کو میں نے اس رات بِچ پر بِچ کر کے کاٹ دیا، یہاں تک کہ وہ پڑھا نہ جاتا تھا۔ نمبر ۱ کھڑا تھا، مگر اب اس پر کوئی یقین نہیں کرتا تھا، میں بھی نہیں۔

اور ۲ نمبر؟ – خ۔

میں نے کوشش کی۔ سچ مچ۔

میں دہلیز کے قریب گیا۔ خولیتا مرتبان لیے ایک طرف ہٹ گئی تاکہ مجھے جگہ مل سکے۔ کسی نے مجھے دھکا نہیں دیا۔

میں نے ایک پاؤں گرین ہاؤس کے اندر رکھا، بڑے عزم کے ساتھ، چھلنی سر پر اور ایک ہاتھ دروازے کی چوکھٹ پر۔ پاؤں ٹھیک سے اندر گیا۔ ایسے گیا جیسے مئی میں سوئمنگ پول میں پاؤں جاتا ہے: پاؤں، ہاں؛ باقی، دیکھیں گے۔

ایک بجلی نے ساری چھت سفید کر دی۔ میں نے بے ارادہ گنا: پانچ ہاتھی۔

گڑگڑ!

جادوئی شیشے شور کو نہیں روکتے تھے۔ ساری چھت ڈھول کی طرح بجی۔ بِچ! کیاری کے نیچے: بِچ!، اور ایک شعلہ۔

اس کے بعد مجھے بس اتنا پتا ہے کہ میں پھر باورچی خانے میں تھا، فریج سے چپکا ہوا، چھلنی بھنووں تک کھینچے۔ مجھے چلنا یاد نہیں۔ میرے پاؤں کی بھی، میرے ہاتھوں کی طرح، اپنی عادتیں ہیں۔

میں فریج سے لگا کھڑا رہا، ہاتھ ٹھنڈے اور دل کانوں میں۔ میرے سر سے دو انگلی کے فاصلے پر سیر کی تصویر تھی: ننھی روشنیوں کی ایک قطار جسے فی الحال میں ہِچ سے بجھا رہا تھا۔



دروازے سے میں نے اوپر شیشے کی چھت کی طرف دیکھا۔ اور ایک بجلی اور دوسری بجلی کے بیچ میں نے انہیں دیکھا: ویرا کے ڈریگن، طوفان کے اندر اڑتے ہوئے۔

وہ چار تھے۔ تین، دیو ہیکل، نیلا، نارنجی اور بنفشی، بجلیوں کے بیچ سے گزرتے ہوئے جیسے بجلیاں کسی رن وے کی بتیاں ہوں؛ اور ان کے بیچ ایک چوتھا، سرخ، چھوٹا۔ وہ چھت سے بہت اوپر، طوفان کے اندر اڑ رہے تھے، جہاں سب سے زیادہ گرج ہوتی ہے، اور ان میں کوئی جلدی نظر نہیں آتی تھی۔ ایک بجلی انہیں پورا بنا دیتی، سفید، ایک ایک چھلکے کے ساتھ؛ پھر بجھ جاتی، اور پتا چلتا کہ وہ وہیں ہیں کیونکہ چھت پر بارش سایوں میں بٹ جاتی تھی۔

اسی لیے ویرا ہمارے ساتھ نہیں آئی تھیں: طوفان میں وہ اڑنے نکلتے ہیں، اور وہ گھر میں رہتی ہیں، ان کے لوٹنے تک نگرانی کرتی ہوئی۔ میں نے ڈریگنوں کو دیکھا اور پھر کیاری کو۔ ریزہ کسی دن ان کے ساتھ اڑے گی۔ اس رات وہ گملوں کے بیچ گیند بنی میری نقل اتار رہی تھی۔

وہ ہِچ نہیں کر رہے تھے۔

«چلو، شکاری،» ٹونیو نے کہا۔

میں نے مذاق کا انتظار کیا۔ نہیں آیا۔ ٹونیو نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا۔



میں نے چھلنی اتاری اور فلورا کو دے دی۔

فلورا نے اسے دستوں سے یوں پکڑا جیسے وہ سچ مچ کا ہیلمٹ ہو۔ میں نے دبے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرا۔ سر اتنا ہی بھاری تھا۔

اور میں اندر گیا۔

اندر بارش ایسے برس رہی تھی جیسے ہزار انگلیاں ایک ساتھ ڈھول بجا رہی ہوں۔ میں گھسٹتا ہوا کیاری کے نیچے چلا گیا۔ ریزہ وہاں تھی، گولا بنی ہوئی، میری ہی طرح کانپتی ہوئی۔

گیلی مٹی کی بو تھی۔ میں اس کے برابر جھک گیا اور گھٹنوں کو بانہوں میں بھر لیا۔ میں پیٹ سے کانپ رہا تھا؛ وہ پروں سے۔ ہم دونوں مل کر گملوں کو تھرتھرا رہے تھے۔

میں نے گننے کی کوشش کی۔ «ایک ہاتھی، ہِچ، دو ہا...، ہِچ»۔ ہِچیں ہاتھیوں کے بیچ گھس آتی تھیں۔ میں گنتی بھول گیا۔

میں نے نکلنے کا سوچا۔ میری ٹانگیں پہلے ہی چل پڑی تھیں۔

ریزہ نے چاروں پنجوں سے گملوں کو بھینچ لیا۔

میں رک گیا۔

گڑگڑ! میں نے ہِچ کی۔ ریزہ نے ہِچ کی۔ شعلے نے ہم دونوں کو روشن کر دیا۔

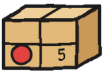
اس کا چہرہ بالکل میرا چہرہ تھا۔ چھلکوں کے ساتھ۔

ہم کیاری کے نیچے طوفانوں کے دو شکاری تھے۔

پھر دروازے سے خولیتا نے دھیمی آواز میں کہا، ہنسے بغیر:



«میرے ساتھ گنو، مجھ پر بھروسا رکھو۔»



باب 5

میرے ساتھ گنو، مجھ پر بھروسا رکھو

اور ہم نے گنا۔ وہ دروازے سے اور میں کیاری کے نیچے سے، اکڑوں بیٹھا، ریزہ میرے رین کوٹ سے لگی کانپتی ہوئی۔

بجلی۔

«ایک ہاتھی۔ دو ہاتھی۔ تین۔ چار۔ پانچ۔ چھ۔»

گڑگڑ۔

«چھ: تقریبا دو کلومیٹر،» خولیتا نے کہا۔ «وہ بجلی دور گری۔ ہم ابھی بھی محفوظ ہیں۔»

اس بار مجھے پتا تھا کہ گرج چھ پر آئی تھی۔ گنے بغیر یہ بس ایک اور گرج ہوتی۔ گنتی نے مجھے انتظار کے دوران کرنے کے لیے کچھ دے دیا تھا۔

ریزہ میرے رین کوٹ سے لگی کانپتی رہی۔

میں چھلنی آزما چکا تھا۔ اور پانی۔ اور گرین ہاؤس سے نکلنا۔ اور دوبارہ اندر آنا۔

«مجھے گرج سے ڈر لگتا ہے۔»



میں نے یہ گملوں کی طرف منہ کر کے کہا۔ خولیتا نے پھر بھی سن لیا۔

«مجھے پتا ہے۔ تم نے آج صبح بنایا تھا، جب تم نے کہا کہ تم طوفانوں کے شکاری ہو۔ میں تمہارا انتظار کر رہی تھی۔»

خولیتا مجھے پہلے ہی بتا چکی تھی کہ ریزہ میرا ڈر نقل اتارتی ہے۔ میں نے ٹھیک کرنے کے لیے کوئی اور چیز ڈھونڈ لی تھی: ہچکی، گملے، دروازہ۔

اس بار میں نے «مگر» نہیں کہا۔

میں نے بلند آواز میں اس کا شکریہ ادا نہیں کیا۔ وہ میں یہاں چھوڑ رہا ہوں۔

بڑھ لیا۔ کوئی بات نہیں۔ — خ.

«مجھے بلیوں سے ڈر لگتا ہے،» ٹونیو نے کہا۔

گرج اس کے گھٹنوں پر سو رہی تھی۔ ٹونیو نے ہاتھ نہیں ہلائے۔

«اور مجھے، کسی ایسی چیز کا انتظار جو آتی ہی نہیں،» فلورا نے کہا۔ «اسی لیے میں مرتبان آتے ہی کھول دیتی تھی۔»

اور مجھے پیدل پلوں سے۔ یہ تو تم لوگ جانتے ہی ہو۔ — خ.

کسی نے ہنسی نہیں۔

باہر بارش ویسی ہی برس رہی تھی۔ ریزہ میرے رین کوٹ سے لگی ہوئی تھی۔ کیاری کے نیچے میں اب اکیلا نہیں تھا۔

میں نے آہستہ سانس لی، جیسے پیدل پل پر۔ اندر۔ باہر۔ ریزہ نے میرے ساتھ سانس لی۔ جب اس کا کانپنا رک گیا تو میرے ہاتھ بھی کچھ ڈھیلے پڑ گئے۔



بجلی۔ ہم نے مل کر نو تک گنا۔ گڑگڑ۔ ٹونیو نے کرسی سے دھیمی آواز میں «ایکدوتین» کہا اور تین پر رک گیا، جہاں وہ ہمیشہ رک جاتا ہے۔ گرج جاگی تک نہیں۔

اور مجھے بِچ نہیں ہوئی۔ نہ اس گرج پر اور نہ اگلی پر۔

میں نے بِچ کا انتظار کیا اور وہ نہیں آئی۔ ریزہ نے سر ایک طرف جھکایا۔ پوری رات میں پہلی بار گرین ہاؤس میں اتنی دیر اندھیرا رہا جتنی دیر چاہیے تھی۔

«اب!» فلورا نے سرگوشی کی۔

خولیتا پنجوں کے بل اندھیرے میں اندر آئی۔ کیاری کے نیچے جھکے جھکے میں نے اس کے جوتوں کو اپنے سامنے سے گزرتے سنا، آہستہ آہستہ، ایک کے آگے ایک، جیسے گرین ہاؤس کا فرش کوئی پیدل پل ہو۔ اس نے مرتبان بھیگی مٹی پر رکھا اور کھول دیا۔ ڈھکن نے ایک چھوٹی سی پلاپ کی، ان میں سے جو معذرت مانگتی ہیں؛ باورچی خانے کی «پَلاپ!» سے کوئی مناسبت نہیں۔ پھر وہ بغیر آواز کیے دروازے پر لوٹ گئی، بغیر دوڑے، ساکت پاؤں کے ساتھ۔

اس بار مرتبان میں نے وقت پر ٹھولا۔ ریکارڈ پر رہے۔ — خ.

ٹک، ٹک، ٹک۔ اندھیرے میں مرتبان سے کچھ نکل رہا تھا۔

کچھ نظر نہیں آ رہا تھا: بس سنائی دے رہا تھا۔ جڑ کی ٹانگوں کی سات ننھی آوازیں جو شیشے سے نیچے اترتیں اور بھیگی مٹی پر پڑتیں، ہر ایک کی ایک ٹک، بارش سے ذرا آہستہ۔ میرا خیال ہے یہ میری زندگی کی سب سے چھوٹی آواز تھی جو میں نے سنی، اور میں نے کبھی کوئی چیز اتنے دھیان سے نہیں سنی، دو ہفتے کے دن پہلے ریزہ کے انڈے کا چھلکا ٹوٹنے کی آواز بھی نہیں۔

بہت دور بجلی۔ ہم نے بغیر آواز کے، صرف ہونٹوں سے گنا، خولیتا دروازے میں اور میں کیاری کے نیچے: ایک ہاتھی، دو، تین... سات ہاتھی، آٹھ، نو، دس... گڑگڑ۔

دس۔ ایک ہاتھی اور ہوتا تو ساتوں اگلے طوفان تک مٹی پر سو جاتے۔ دس آخری تھا جو چلتا تھا۔

اگلی بجلی کے ساتھ ہم نے اسے دیکھا:

مرتبان خالی تھا، کیاری کے ایک سرے پر لیٹا ہوا۔ مٹی میں سات چھوٹے چھوٹے سوراخ قطار میں تھے، بانسری کے سوراخوں جیسے، اور آخری میں سے ابھی تک جڑ کی ایک ننھی ٹانگ جھانک رہی تھی جو اندر جا رہی تھی: آخری۔



پھر دوبارہ اندھیرا ہو گیا، اور اگلی بجلی میں وہ ننھی ٹانگ نہیں تھی۔



پھر کچھ دیر کچھ نہیں ہوا۔ بس ہم تھے، اندھیرے میں، مٹی کی کیاری کو دیکھتے ہوئے۔

فلورا کے ہاتھ منہ کے سامنے جڑے ہوئے تھے۔ ٹونیو بلی کی وجہ سے ہل نہیں رہا تھا۔ خولیتا بھی، ایک بار کے لیے، نہیں ہل رہی تھی۔ ریزہ اور میں ایک ہی وقت پر سانس لے رہے تھے۔

اور پھر پہلا جل اٹھا۔

یہ کیاری کے بیچ ایک ننھی سی روشنی تھی، ہری اور سنہری، موم بتی کی لو جتنی، اور مٹی سے نکل رہی تھی۔ وہ بڑھی۔ ایک باریک ڈنڈی سے اوپر چڑھی، جیسے اسٹرا میں جوس چڑھتا ہے، اور اوپر ایک گول، بند، باریک کاغذ جیسا

پھول کھلا، جس کے اندر روشنی تھی۔ پھر دوسرا جل اٹھا۔ پھر میں انہیں ترتیب سے گن نہیں سکا، کیونکہ باقی تقریبا ایک ساتھ جل اٹھے، جیسے رات ہوتے ہی سڑک کی بتیاں۔



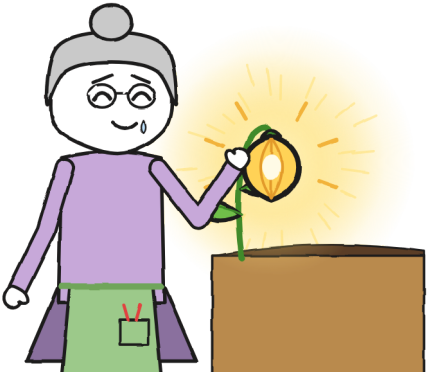
سات فانوس پھول۔ ہر ایک کے اندر بجلی کا ایک ٹکڑا۔

یہ بجلی کی روشنی نہیں تھی۔ بجلی سارے گرین ہاؤس کو لمحہ بھر کے لیے سفید کر دیتی ہے اور پہلے سے بھی بدتر چھوڑ جاتی ہے۔ یہ زرد تھی، کچھ ہرے کے ساتھ، اور ٹھہر جاتی تھی: ایک ساکت بجلی، ایسی جس نے انتظار کرنا سیکھ لیا ہو۔ یہ بس اتنی روشنی دیتی تھی جتنی ضرورت تھی: مٹی، ڈنڈیاں، چہرے۔ فلورا، سر پر ہاتھ رکھے۔ خولیتا، منہ کھلا اور اندر کہنے کو کچھ نہیں۔ ٹونیو، گرج کو بانہوں میں لیے، یہ جانے بغیر کہ بلی وہاں تک کیسے پہنچی۔ اور ریزہ اور میں، ابھی ابھی کیاری کے نیچے سے نکلے ہوئے۔ ریزہ منہ کھولے دیکھ رہی تھی، بالکل میری طرح۔ اب وہ میرا ڈر نقل نہیں اتار رہی تھی۔ وہ یہ نقل اتار رہی تھی۔

بہت دور، بہت ہی دور، پھر گرج ہوئی۔ خولیتا نے عادتا دھیمی آواز میں گنا، اور اس کی گنتی راستے میں کھو گئی۔

فلورا بہت دیر کچھ نہیں بولیں۔ پھر انہوں نے ایک پھول کو انگلی کی نوک سے چھوا، آہستہ سے، جیسے کوئی اس چیز کو چھوتا ہے جو بہت دیر سے تمہارا انتظار کر رہی ہو۔

«سیر ایسی ہی ہوتی تھی،» انہوں نے کہا۔



انہوں نے یہ پھول کی طرف منہ کر کے کہا۔ فریج پر لگی تصویر میں ایسی ہی ایک روشنی تھی، اور ایک اور، اور ایک اور، پیدل پل تک۔

فلورا کا چشمہ دھندلا گیا۔ میں یہ نہیں لکھوں گا کہ وہ روئیں۔ میں اسے بناتا ہوں، جو ایک بات نہیں: فلورا رونے والوں میں سے نہیں، پانی دینے والوں میں سے ہیں۔

میں نے بھی ایک کو چھوا۔ ریزہ نے بھی، ایک پنجے سے، بڑی احتیاط کے ساتھ۔ وہ نیم گرم تھا، ریزہ کے گھونسلے کے سورج کے پتھر کی طرح، جو دن کی گرمی سنبھال کر رکھتا ہے۔ یہ ایک اور چیز سنبھالتا تھا، اور اتنی ہی اچھی طرح۔ ویسے فلورا کے فرن سلامت رہے۔



فلورا نے ہتھی گھمائی۔ رنگے ہوئے قطرے پھر اوپر چڑھنے لگے اور کیاری پر بارش رک گئی۔ پھر وہیں، فانوس پھولوں کے بیچ، انہوں نے دستخط کرنے کے لیے قلم نکالا۔

وہ نیلا تھا۔ مجھے یہ دیکھنے کا وقت ہی نہیں ملا کہ وہ مٹتا ہے یا نہیں، کیونکہ خولیتا کا ہاتھ پہلے ہی اس پر تھا۔

«ابھی نہیں،» خولیتا نے کہا، اور ان کا ہاتھ روک لیا۔ «ایک رہتا ہے۔ آٹھواں۔ وہ میری وجہ سے گیا: میں نے مرتبان وقت سے پہلے کھولا تھا۔»

خولیتا سارا دن اس دستخط کا انتظار کرتی رہی تھی۔ اور اب اس نے اسے دو انگلیوں سے روک دیا تھا۔

فلورا قلم ہوا میں لیے رک گئیں۔ پھر انہوں نے اسے رکھ لیا۔

«ٹھیک ہے،» انہوں نے کہا۔



ہم ایک ایک کر کے باورچی خانے میں لوٹے، ساتوں فانوس پھول شیشے کے پیچھے جلتے ہوئے۔ باورچی خانے میں پہنچ کر فلورا ہمارے سامنے آ کھڑی ہوئیں:

«صحن ابھی بند ہے۔ ہم ابھی باہر نہیں جائیں گے۔»

کسی نے بحث نہیں کی۔

خولیتا نے ڈبے کا لیبل آہستہ سے اتارا، تاکہ پھٹ نہ جائے، اور اسے ڈنگری کی جیب میں رکھ لیا، جیسے کوئی چابی رکھ لیتا ہے۔

اگر پہنچانا ہے تو پورا پہنچانا ہے۔ — غ۔

ہم باورچی خانے میں انتظار کرتے رہے جب تک خولیتا کے پاس گننے کو بجلیاں ختم نہ ہو گئیں۔

بارہ ہاتھی۔ سولہ۔ اکیس، اور ایک گرج جو اب گرج نہیں تھی، بلکہ دو منزل اوپر کسی فرنیچر کے گھسٹنے کی آواز تھی۔ پھر آسمان آخری بار بادلوں کے پیچھے چمکا، اور خولیتا نے اس وقت تک گنا جب تک اس کے ہاتھی ختم نہ ہو گئے اور کچھ نہ آیا۔ کھڑکی پر بارش رک گئی۔ طوفان جا چکا تھا۔ پھر بھی فلورا

نے ہمیں آخری گرج سے آدھا گھنٹہ مزید اندر رکھا۔ یہ خولیتا کا اپنا اصول تھا، اور اس بار اس پر عمل کرنے کی باری اسی کی تھی، دانت بھینچ کر۔

فلورا نے پچھلا دروازہ کھولا۔ صحن بھیگا ہوا اور ساکت تھا، سلیں چمک رہی تھیں، اور بادلوں کے بیچ ستارے تھے، تھوڑے سے، ان جیسے جو یہ دیکھنے نکلتے ہیں کہ کیا ہوا۔ خولیتا دہلیز پر رک گئی، اور میں اس کے برابر۔

آٹھواں ابھی تک باہر تھا۔ فلورا کے گھر سے پیدل پل نظر نہیں آتا تھا: سیر کی دیوار اسے چھپاتی تھی۔ اگر اسے وقت پر مٹی نہ ملی ہو تو وہ اب تک ایک اور پتھر بن چکا ہو گا۔ میں نے نہر کی طرف بہتی بارش کے بارے میں سوچا اور پانی کی طرف دیکھنا چھوڑ دیا۔

اور وہی پرانی مہلت باقی تھی: فلورا کے دستخط کے بغیر، صبح ہوتے ہی نمبر ۲ اڑ کر اپنے شیلف پر واپس چلا جائے گا۔ ہمارے پاس سورج نکلنے تک کا وقت تھا۔

«چلو اسے ڈھونڈتے ہیں،» خولیتا نے کہا۔

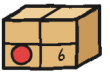
خولیتا کا ہاتھ پھر کنڈی پر تھا۔ اب دروازہ کھلا ہوا تھا۔

فلورا نے کچھ دیر رات کو دیکھا۔ پھر انہوں نے صحن کی احاطے کی دیوار پر، جو ڈریگنوں کے گھر کی دیوار ہے، تین بار دستک دی، جیسا ویرا نے بتایا تھا۔ ٹھک، ٹھک، ٹھک۔ انگلیوں کے جوڑوں سے، بغیر جلدی کے۔

دیوار کے اوپر، دوسری طرف، ایک لالٹین کی روشنی جل اٹھی۔

«اس بار،» انہوں نے کہا، «تم لوگ اکیلے نہیں جاؤ گے۔»


ٹھک، ٹھک، ٹھک
احاطے کی دیوار



باب 6

آٹھواں

ہم دو بڑی خواتین، ایک لالٹین اور ایک سائیکل کے ساتھ نکلے۔ اس سے پہلے فلورا نے میرے گھر اور خولیتا کے گھر فون کیا: «میں انہیں آج رات لوٹا دوں گی، اور یہ اکیلے نہیں ہیں۔»

یہ میری زندگی کی پہلی سیر تھی جو فہرست کے ساتھ ہوئی:

- ویرا، اپنی لالٹین کے ساتھ۔
- فلورا، ٹارچ کے ساتھ۔
- ٹونیو، سائیکل کے ساتھ، اسے دھکیلتا ہوا تاکہ ڈائنمو روشنی دے۔
- خولیتا، خالی مرتبان اور ڈنگری کی جیب میں لیبل کے ساتھ۔
- اور میں، ریزہ کے ساتھ رین کوٹ کے اندر، اس کا سر باہر۔

ویرا دستک کے ایک منٹ بعد سڑک سے آئیں، لال بال بھیگے ہوئے اور لالٹین اونچی اٹھائے۔ وہ ہمارے آگے آ کھڑی ہوئیں، یہ پوچھے بغیر کہ کس نے کیا کھویا ہے۔

ریزہ اور میں اب کانپ نہیں رہے تھے۔



ہم نے صحن میں، پگڈنڈی پر، نہر کے کنارے ڈھونڈا۔

فلورا نے ٹارچ سے سلوں کو دیکھا۔ ٹونیو سائیکل دھکیلتا ہوا کنارے کے ساتھ ساتھ گیا۔ خولیتا نے سیر کے پتھروں کو چھوا کہ شاید کوئی نیم گرم ہو۔ ریزہ اور میں نے ہر جھاڑی کے نیچے دیکھا۔ کچھ نہیں۔

سویا ہوا بیج رات کو ایک اور پتھر ہوتا ہے۔ اور ایک سیر میں بے شمار پتھر ہوتے ہیں: یہ میں نے اس رات گھٹنوں کے بل، خولیتا کے برابر، دریافت کیا۔ سب سویا ہوا بیج لگتے تھے۔ کوئی نہیں تھا۔

ٹونیو نے ویسے ہی ڈھونڈا جیسے وہ ڈیلیوری کرتا ہے: ساری سیر دس منٹ میں، جانا اور آنا، اور پھر دوبارہ۔

لالٹین کی روشنی گیلے پتھروں پر عکسوں سے بھر گئی تھی۔ تب میں نے سوچا: ایک تازہ اگا ہوا فانوس پھول بہت کم چمکے گا۔ ہم اپنی تین جلتی روشنیوں کے ساتھ ایک ننھی سی روشنی ڈھونڈ رہے تھے: وہ اسے نگل جاتی تھیں۔

«سب کچھ بجھا دو!» میں نے کہا۔

کسی نے نہیں پوچھا کہ کیوں۔ ٹونیو اچانک رک گیا، اور سائیکل کی روشنی بجھ گئی («برق» کبھی نہیں رکتا)۔ ویرا نے لالٹین کی لو اتنی کم کر دی کہ کچھ نہ رہی۔ فلورا نے ٹارچ بجھا دی۔ ایک لمحے کے لیے ساری سیر میں کوئی روشنی نہیں رہی۔

اور اندھیرے میں، سیر کے آخر میں، ایک ننھی سی روشنی نظر آئی۔

وہ پیدل پل کے قدموں میں تھی۔

خولیتا اس کی طرف چل پڑی۔ باقی ہم اس کے پیچھے گئے۔

بارش آٹھویں کو پگڈنڈی سے بہا کر سیر تک لے آئی تھی، اور وہ دو پتھروں کے بیچ ایک دراڑ میں رک گیا تھا، ایسی دراڑ جس میں ہمیشہ انگلی بھر مٹی اور ایک ایسی گھاس ہوتی ہے جو کسی نے لگائی نہیں ہوتی۔ وہاں وہ خود ہی

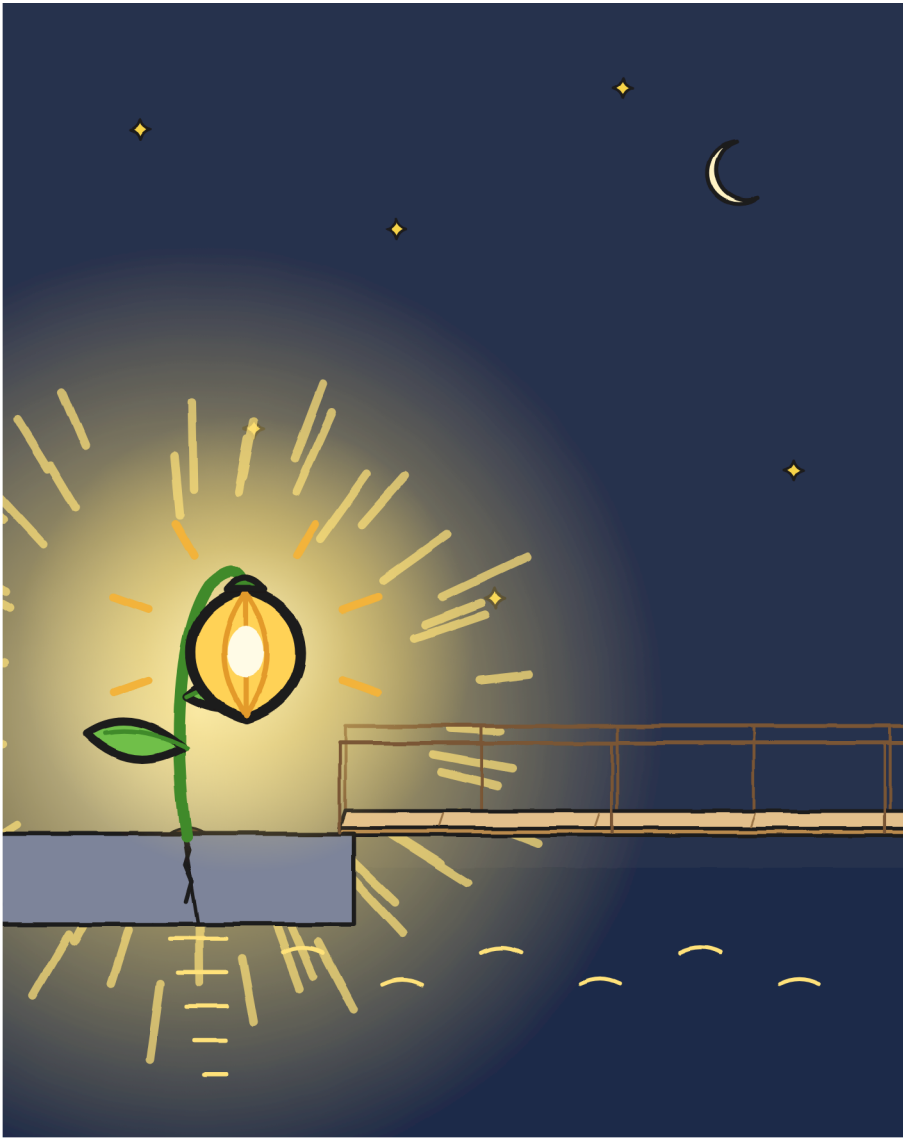
لگ گیا تھا۔ دور سے ایک ننھی روشنی۔ قریب سے وہ سب کچھ روشن کر رہا تھا۔



اس کی ڈنڈی ٹیڑھی تھی اور روشنی وہی تھی جو گرین ہاؤس کے ساتوں میں تھی۔ وہ پیدل پل کا آغاز اور پانی کا ایک ٹکڑا روشن کر رہا تھا۔

خولیتا نے پیدل پل کو دیکھا۔ روشنی میں وہ کوئی اور لگ رہا تھا: چھوٹا، چوڑا، پانی سے زیادہ لکڑی کا۔ اس بار نظر آ رہا تھا کہ وہ کہاں ختم ہوتا ہے۔

اس نے ایک پاؤں تختے پر رکھا۔ صرف ایک۔ پھر ہٹا لیا۔ یہ قدم نہیں تھا، آزمائش تھی، لیکن پاؤں ایک لمحے کے لیے اچھی طرح جما رہا، آٹھویں کی روشنی نیچے، اور کسی نے کچھ نہیں کہا۔ میں نے «قدم» نہیں کہا: اس بار وہ راستہ دیکھ رہی تھی۔



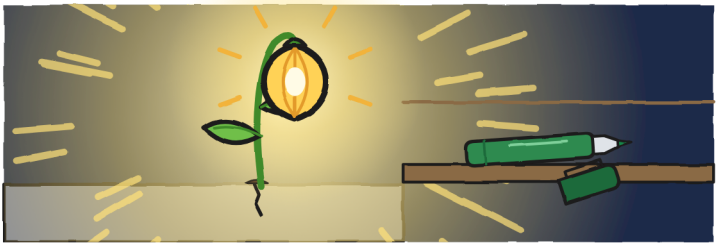
دور سے اب مجھے ڈر نہیں لگتا۔ قریب سے بھی تقریباً نہیں۔ — غ.

«یہ یہیں رہے گا،» فلورا نے کہا۔ «اس نے اپنی جگہ خود چن لی ہے۔»

خولیتا نے لیبل اور اپنا ہرا مارکر نکالا۔ فلورا نے اسے پیدل پل کے کنارے پر ٹکایا اور آٹھویں کی روشنی میں دستخط کیے۔

«واپس شدہ» کی تئیس مہروں کے اوپر ہرے رنگ میں لکھا گیا: ڈیلیور ہو گیا ۰ فلورا۔





الوداع کہتے ہوئے، اپنے دروازے پر، فلورا نے مجھے اپنی چھلنی دی۔

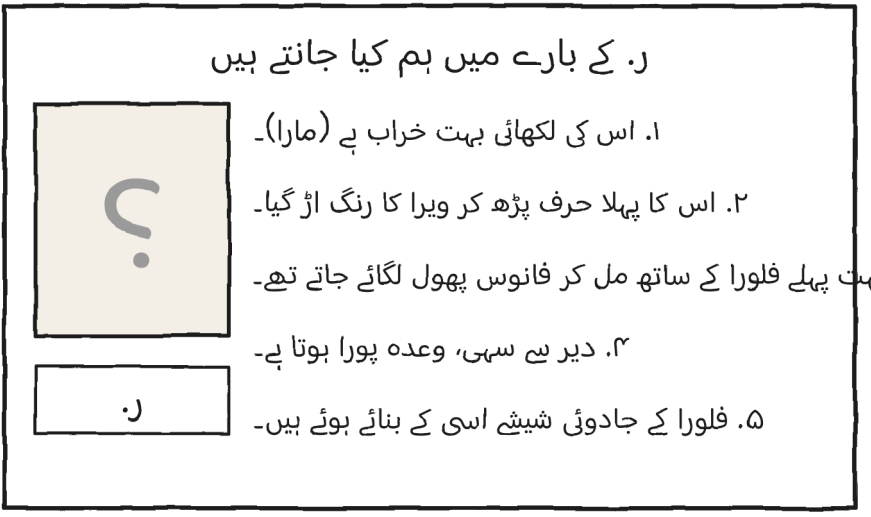
«اسے رکھ لو۔ اگلے طوفان کے لیے۔»

پھر انہوں نے مزید کہا:

«مارا سے کہنا کہ بہت دیر ہو گئی تھی۔»

انہوں نے اسے دستوں سے پکڑ کر میری طرف بڑھایا، جیسے سچ مچ کا ہیلمٹ ہو۔ انہوں نے «اگر پھر طوفان آیا» نہیں کہا: انہوں نے «اگلے» کہا، جیسے اگلے ہفتے کے دن کہا جاتا ہے۔ اب وہ میرے کمرے کی کھڑکی کی کنڈی پر لٹکی ہے، ڈبوں کے اوپر، جو ابھی تک بند ہیں۔ اس کمرے میں یہ پہلی چیز ہے جو کسی ڈبے میں نہیں آئی تھی۔

پیغام کے بارے میں میں کچھ پوچھ نہ سکا: فلورا نے مجھے وقت ملنے سے پہلے ہی دروازہ بند کر دیا۔ ر. کی فائل یوں ہو گئی:



۶. اس کا نام کوئی نہیں لیتا۔ یہ بھی ایک سراغ ہے۔ — خ.

ویرا نے ریزہ کو اس کے گھونسلے میں چھوڑا، پہنچنے سے پہلے ہی سوئی ہوئی، میرے دھاری دار سویٹر کے اوپر، جو دو ہفتے کے دن سے وہیں پڑا ہے اور اب مجھ سے زیادہ اس کی بو دیتا ہے۔ «اس کا پہلا طوفان،» انہوں نے کہا، اور اسے ٹھوڑی تک ڈھانپ دیا۔ وہ منہ ذرا سا کھولے سو رہی تھی، بالکل میری طرح، امی کے مطابق۔ اسے طوفان یاد نہیں رہے گا۔ اسی لیے اس کے پاس یہ ڈائری ہے۔

پھر وہ ہمیں اپنی وین میں دکان لے گئیں، ٹونیو کی سائیکل پیچھے لٹا کر، ہائی وے والے پل سے: بڑا پل پہلے ہی اوپر اٹھا ہوا تھا۔ خولیتا نہر والی کھڑکی کے پاس بیٹھی اور پورے پل بھر پانی کو سامنے سے دیکھتی رہی: وہ کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ اور وہ نظر آ رہا تھا۔ بالکل آخر میں، پیدل پل کے قدموں میں، بہت چھوٹی، ایک روشنی تھی۔ ایک۔ ایک ایسی نہر میں جس میں برسوں سے کوئی نہیں تھی۔

دکان اندھیرے میں تھی۔ صرف بتی بند نہیں: پوری طرح اندھیرا، بورڈ تک؛ جو تھوڑا بہت نظر آ رہا تھا وہ سڑک کی بتی سے تھا۔ ویرا نے ہمیں دروازے پر اتارا اور اپنے ڈریگنوں کے پاس لوٹ گئیں، جو، انہوں نے کہا، طوفان کے بعد دیر سے سوتے ہیں۔ مارا کاؤنٹر پر نہیں تھیں۔

وہ اس کے نیچے تھیں۔

ہم تینوں نے کاؤنٹر کے اوپر سے جھانکا، خولیتا، ٹونیو اور میں، قطار میں، ٹھوڑیاں لکڑی پر ٹکائے، اور وہاں نیچے، خالی جگہ میں، مارا تھیں: گردن تک کمبل میں لپٹی ہوئی، کانوں پر غلاف اور سر پر پتیلی، اور پتیلی کے اوپر ٹوپی، کیونکہ مارا اس کے لیے بھی ٹوپی نہیں اتارتیں۔ وہ ربڑ کے مینڈک کو گلے لگائے ہوئے تھیں۔ میرا مینڈک۔ جو کسی کا نہیں تھا۔ اب میں جانتا ہوں کہ مارا اسے کیوں چاہتی تھیں۔

«کیا گزر گیا؟» مارا نے پوچھا۔

میں اس آواز کو جانتا تھا۔ یہ میری آواز تھی جب میں پلنگ کے نیچے سے بولتا تھا۔

«کافی دیر ہو گئی،» خولیتا نے کہا۔

مارا وہیں تھیں: کمبل، کانوں کے غلاف اور پتیلی۔

انہوں نے پارسل تئیس بار پہنچانے کی کوشش کی تھی۔ ایک بار بھی طوفان میں نہیں۔

اس صبح انہوں نے کاؤنٹر کے آخر میں سب کچھ تیار رکھا تھا: کمبل، کانوں کے غلاف، پتیلی۔ میں نے دیکھ لیا تھا، اور پارسل کو دیکھتا رہ گیا تھا۔

«تجھے یہاں تجھ کام ہیں»۔ اچھا، اچھا۔ — خ.

میں نے انہیں فلورا کا پیغام دیا۔

مارا نے نہیں پوچھا کون سی فلورا، نہ کون سا وقت، نہ کس چیز کا وقت۔ انہوں نے پتیلی بھنووں تک نیچے کھینچ لی، جو پتیلی پہنے ہوئے شرمانے کے سب سے قریب چیز ہے، اور اس کے نیچے مجھے ایک مسکراہٹ دکھائی دی، ان میں سے جو اب وہ استعمال نہیں کرتیں، دو جوان جادوگرنیوں کی پرانی تصویر والی، اسٹیکر والی، جو کاؤنٹر کے پیچھے لٹکی ہے۔ مارا اور فلورا ایک دوسرے کو جانتی ہیں، اور صرف تئیس ڈیلیوریوں سے نہیں۔ کیسے، مجھے نہیں پتا؛ یہ کسی اور ہفتے کے دن کے سوالوں کی فہرست میں چلا گیا، جو اب دوسرے صفحے پر پہنچ چکی ہے۔

«مجھے بھی گرج سے ڈر لگتا ہے،» میں نے ان سے کہا۔

پہلی بار، کیاری کے نیچے، اس میں مجھے پورا طوفان لگا تھا۔ دوسری بار یہ خود ہی نکل گیا، بِچ کی طرح۔

مارا نے کچھ کہے بغیر کمبل اٹھا دیا۔

میں نے چھلنی سر پر رکھ لی، جسے میں نے فلورا کے دروازے سے اب تک نہیں چھوڑا تھا۔ اسی لیے تو انہوں نے مجھے دی تھی۔ اور میں ان کے ساتھ کاؤنٹر کے نیچے گھس گیا۔

ہمارے لیے جگہ تھی۔

مارا کے پاس پتیلی تھی؛ میرے پاس چھلنی۔ وہ مینڈک کو گلے لگائے ہوئے تھیں۔ کاؤنٹر کے اوپر سے خولیتا اور ٹونیو جھانک رہے تھے۔ کوئی نہیں ہنس رہا تھا۔



ہم یوں ہی رہے یہاں تک کہ مارا کا خوف اتر گیا، یا میرا پاؤں سو گیا، جو ایک ہی بات ہے۔ جب وہ باہر نکلیں تو انہوں نے بتی جلائی، اور خولیتا نے لیبل کاؤنٹر پر رکھ دیا، مہر کے برابر: «واپس شدہ» کی تئیس مہریں اور ان کے اوپر «ڈیلیور ہو گیا ۰ فلورا»۔ مارا نے اسے چھوئے بغیر، بہت دیر تک پڑھا، جیسے انہوں نے نمبر ۱ کا لیبل پڑھا تھا۔ پھر انہوں نے کاؤنٹر کے آخری سرے کو دیکھا، جہاں اب کمبل نہیں تھا، اور ایک ڈبہ لینے چلی گئیں۔

انہوں نے ٹونیو کے لیے ڈیلیوری کا ایک ڈبہ الٹا کر کے اسٹولوں کے پاس رکھ دیا۔

«فی الحال،» انہوں نے کہا۔

مارا کے منہ سے «فی الحال» کافی دیر چل سکتا تھا۔

ٹونیو بیٹھ گیا۔ ڈبہ اتنا نیچا تھا کہ اس کے گھٹنے تقریبا ٹھوڑی کو چھو رہے تھے۔ وہ بیٹھا رہا۔

خولیتا نے اسے ہرا مارکر تھما دیا۔

بیگ پر، «سوائے طوفان کے» کے بعد، ٹونیو نے تین لفظ اور جوڑ دیے:

«اور بلیوں کے»۔



اب باریک عبارت سچ بولتی ہے۔ — خ.

پھر خولیتا میرے نیلے اسٹول پر چڑھ گئی، جو دیوار کے سب سے قریب ہے، اور بورڈ پر ۱۹ کاٹ کر اس کے برابر ایک ۱۸ لکھا، زیادہ بڑا، اسے بھی کاٹنے کی خواہش کے ساتھ۔

میں نے اپنا پلان ٹھیک کر لیا ہے۔ گرج کے لیے:

1. ہاتھی گننا۔
2. کسی کے ساتھ۔
3. اگر مجھے ہِچ ہو جائے تو کوئی بات نہیں۔

باقی



اور یہ مت کہنا کہ تم کسی چیز کے شکاری ہو۔ — خ۔

ہم دکان بند کر رہے تھے کہ ایک گھنٹی بجی۔

ٹن ٹن۔

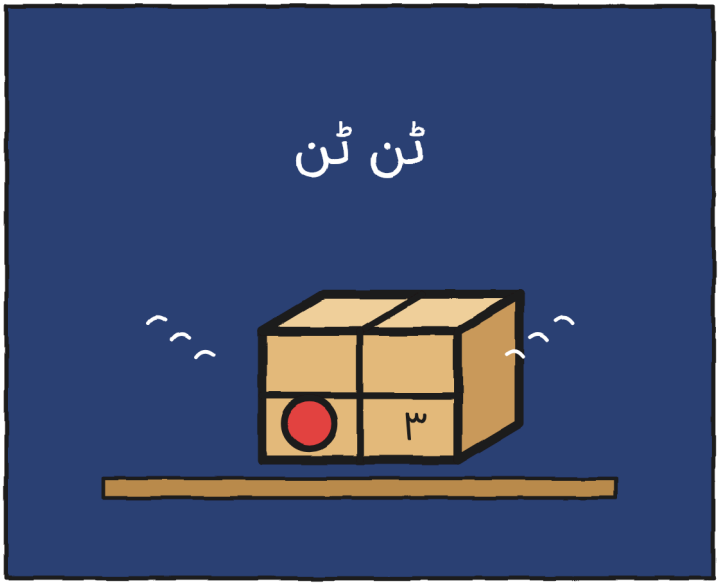
یہ دروازے سے نہیں آ رہی تھی۔ یہ واپس شدہ پارسلوں کے شیلف سے آ رہی تھی: نمبر ۳، دو خالی جگہوں کے برابر۔

میں لیبل پڑھنے کے لیے قریب گیا۔

نمبر ۳، ننھے ٹونیو کے لیے۔

ٹونیو اپنے ہیلمٹ کے رنگ کا ہو گیا۔





ٹونیو کو پارسل کون بھیجتا ہے؟ – خ.

ناممکن ڈیلیوریاں ۳۰

(بہت جلد)

ایک کہانی، چھ سائز

یہ کتاب چھ سائز میں، 3 سے 16 سال تک، اور 20 سے زیادہ زبانوں میں دستیاب ہے۔ XXS، XS، S، M اور L کہانی کو صفحہ بہ صفحہ، انہی تصویروں کے ساتھ اور ہر بار مزید باریکیوں کے ساتھ سناتے ہیں؛ XL ناول ہے: وہی کہانی، جس میں ہر اس بات کی جگہ ہے جو گُنی سوچتا تو ہے مگر کہتا نہیں۔

یورپی مشترکہ حوالہ جاتی فریم ورک کی سطحیں تقریبا یہ ہیں:
XXS, pre-A1 · XS, A1 · S, A2 · M, B1 · L, B2 · XL, B2–C1۔

ہر ایک اپنے سائز میں۔ طوفان وہی۔ — خ۔

والدین اور اساتذہ کے لیے

ہر باب کی مشق linguaula.com پر کریں (سائز L کی مشقوں کے ساتھ)

اصلی طوفان: کیا کرنا ہے

1. اگر گرج سنائی دے، چاہے دور ہو، تو گھر کے اندر چلے جاؤ: بجلی اب تم تک پہنچ سکتی ہے۔
2. گھر کے اندر، کسی بڑے کے ساتھ۔ کھڑکیوں، دروازوں اور شیشوں سے دور۔ گرین ہاؤس، پل، درخت اور پانی کے پاس بالکل نہیں۔
3. آخری گرج کے آدھے گھنٹے بعد تک باہر نہ نکلو۔
4. ہاتھی گننے سے پتا چلتا ہے کہ بجلی قریب گری یا دور، اور اس سے تم پرسکون ہوتے ہو۔ اس سے یہ پتا نہیں چلتا کہ کب باہر نکلنا ہے۔

اپنا طوفان گنو

گھر کے اندر ہے: بجلی اور گرج کے بیچ ہاتھی گنو۔

بجلی	ہاتھی	کلومیٹر (ہر ۳ میں ۱، تقریبا)	وہ بجلی، کیا زیادہ قریب گری یا زیادہ دور؟
۱	۱۵	۵	–
۲	۹	۳	زیادہ قریب

گرج سے تمہیں بھی للتی ہے؟ ہاتھی گنو۔ اور لسی کے ساتھ مل کر گنو۔ – خ۔